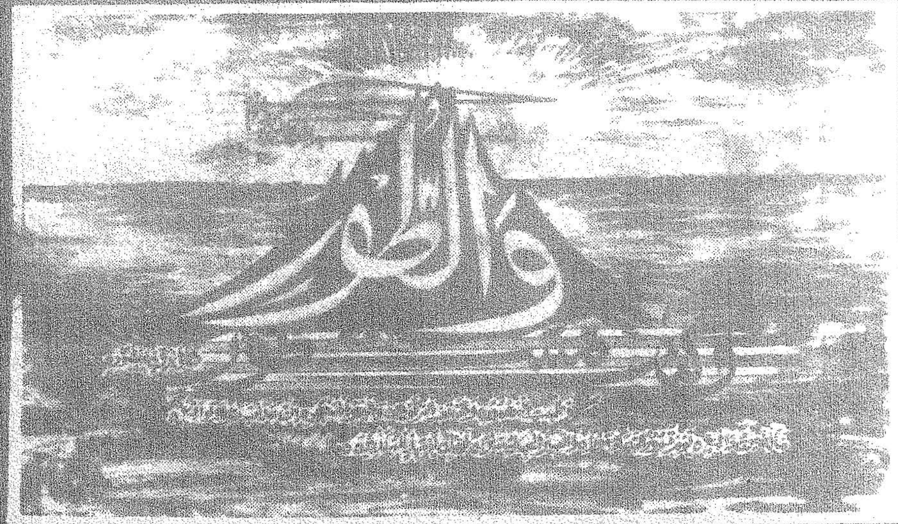
ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور



۲۴ جمادی الثانی ۹۷ھ
۱۰ جون ۷۷ء

فی کاپی
ایک روپیہ

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جنت کا داخلہ

عن معاذؓ قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی بعمل یدخلنی الجنۃ و یباعدنی من النار قال لقد سألت عن امر عظیم و انہ لیسیر علی من یسرہ اللہ علیہ تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلٰوۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت۔

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ کی آگ سے دور کرے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے لیکن یہ اس شخص پر آسان بھی ہے جس پر اللہ تعالےٰ اسے آسان کر دے وہ عمل یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اللہ کے گھر کا حج کرے۔

ایمان لانے کے بعد ہر سمجھدار اور دوراندیش آدمی اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ اس کی عاقبت سنور جائے، اللہ کے انعام کا مستحق ہو، مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو، اور دوزخ سے بچا رہے۔ اپنی یہ تمنا پوری کرنے کے لیے وہ ہر وقت اس عمل یا طریقہ کی تلاش میں رہتا ہے جس پر چل کر وہ اپنے مقصد کو پالے۔

اس حدیث میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسی سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نہایت اعلیٰ اور کامیاب طریقہ ارشاد فرمایا ہے جس کے اختیار کرنے سے انسان اپنی اتنی بڑی خواہش کو پورا کر سکتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں چھ باتوں کی تلقین کی ہے۔

پہلی یہ کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ اسی کو اپنا پوری کائنات کا اور زمین و آسمان کا مالک اور پیدا کرنے والا مانا جائے۔

دوسری یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اسے معبود اور یکتا مانا جائے۔

تیسری یہ کہ نماز قائم کی جائے۔ اس میں بے شمار فائدے ہیں۔

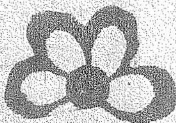
چوتھی یہ کہ زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کی جائے۔

پانچویں یہ کہ روزے باقاعدہ رکھے جائیں۔

چھٹے یہ کہ اللہ کے گھر کا حج کیا جائے۔

اس حدیث پاک میں اسلام کی پوری تعلیم کا خلاصہ موجود ہے یعنی عقائد اسلام میں سے اسلام کا بنیادی عقیدہ بتلا دیا گیا ہے وہ ہے اللہ کی توحید کا اقرار اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانے کا واضح اعلان اور اس کی عبادت اور اطاعت کا پختہ عزم اسلام کے بنیادی عقائد توحید کے ساتھ ارکان اسلام کی تلقین فرمائی ہے۔ یعنی اقامت صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، رمضان المبارک کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔

یہ ہیں وہ عبادات جو انسان کو جنت کا مستحق بناتی ہیں اور دوزخ سے بچاتی ہیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحؒ
***
رئیس الادارہ
شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

رئیس التحریر
مولانا مفتی محمود
***
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

جلد ۲۳ • شمارہ ۱ | ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ • ۱۰ جون ۱۹۷۷ء | فی پرچہ : ایک روپیہ

مذاکرات شروع ہو گئے

مارچ ۷۷ء کے انتخابات میں حکمران پارٹی نے جس ہاتھ کی صفائی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے ردِ عمل کے طور پر اس تحریک نے جنم لیا جس کی مثال ماضی کی پچاس سالہ تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔

قومی اتحاد کے رہنماؤں کی ہر چند یہ خواہش رہی کہ معاملات خوش اسلوبی سے طے پا جائیں لیکن افسوس کہ فریقِ ثانی نے ایسا نہ ہونے دیا۔ تاہم بعد از خرابی بسیار ایسا ہوا اور مذاکرات کی باقاعدہ ابتدا کل ہو گئی۔

نتائج کیا ہوں گے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے بقول قائد محترم مولانا مفتی محمود "نہ زیادہ مایوسی نہ زیادہ امید" اللہ تعالیٰ سے بہتری کی درخواست و دعا ہے اور بس!

ماحول کو تلخ بنانے سے احتراز کرنے کی غرض سے ہمارے واجب الاحترام قائدین نے کچھ ہدایات دی ہیں ان کا پاس و احساس خاطر ہمارے لیے ازبس ضروری ہے۔

توقع کی جا سکتی ہے کہ بہت جلد کوئی نتیجہ سامنے آجائیگا ایسا نتیجہ جو قوم کی امنگوں کے عین مطابق ہو۔ ہماری طرح سبھی کی خواہش ہے لیکن اگر خدانخواستہ نتائج مثبت نہیں ہوتے تو پھر بقول سردار شیر باز خان مزاری

"ہم ہر صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

اس وقت اپنے قائدین پر مکمل اعتماد رکھنے کی ضرورت ہے۔ افواہوں سے بچنے کی ضرورت ہے ــــ اور نگاہیں پیدا کرنے والے کی رحمت پر رکھیں۔ انشاء اللہ ؎

منزلِ ما دُور نیست

عین اس مرحلہ پر ملک کی باوقار عدالتوں نے جو فیصلے دئے ہیں وہ "غیبی امداد" کے زمرہ میں آتے ہیں اور انشاء اللہ بدر و حنین میں اپنے مظلوم بندوں کی امداد کرنے والا آج بھی خونِ شہیداں کے طفیل کرم فرمائے گا۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علوی ۱۶ ر جمادی الثانیہ ۹۷ھ

اسوۂ صدیقی

ماہ رمضان کی ۲۲ ویں تاریخ کو وہ حادثہ پیش آیا جو نبی اُمّی رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے بعد کائنات کا سب سے بڑا حادثہ تھا۔ ہماری مراد خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سانحہ ارتحال سے ہے۔

وہ عظیم انسان جس کی فطرت بقول امام ولی اللہ دہلویؒ "فطرت انبیاءؑ" کے مشابہ تھی اور جس کے احسانات کا تذکرہ نبی امی نے ببانگ دہل کیا۔ بلاشبہ ہماری ملی تاریخ کا عظیم سرمایہ ہے۔ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خلق خدا کی خدمت اور خالق کی عبادت و بندگی میں گزرا اور اس کا مختصر دورِ خلافت ہماری اجتماعی تاریخ کی وہ مضبوط بنیاد

ہے جس کے بعد میں سلطنت اسلامی کا بلند و بالا محل تعمیر ہوا۔ اس نے ایسے وقت میں ملت کو سنبھالا دیا جب ملت چاروں طرف سے خطرات کے نرغے میں تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

"اس وقت صدیق نہ ہوتے تو ملت کا اجتماعی وجود متزلزل ہو جاتا۔"

اس نے ملت کے خزانہ کو بطور امانت محفوظ رکھا اور ایک حبہ بھی ناجائز طریق سے خرچ نہیں کیا۔ اس کا سب کچھ دین کے کام آیا۔ اور مرتدین و مانعین زکوٰۃ کے فتنہ کے وقت وہ یہ کہہ کر دنیائے کفر و نفاق سے ٹکرا گیا۔

کہ میرے جیتے جی دین میں رخنہ اندازی ہو، ناممکن!

آئیے آج اس نبی کے پیارے کے حضور خراج عقیدت پیش کریں جس کا سیدھا سادا طریقہ یہ ہے کہ اپنا سب کچھ دین مصطفوی پر نثار کر دیں۔ اپنی توانائیاں اس دین برحق کے لیے صرف کر ڈالیں۔ اور اس کے اس پیغام کو پلے باندھ لیں۔

"کہ بعد والوں کی مشکلات کا حل اسی نسخہ کیمیا میں
ہے جس میں پہلوں کی مشکلات کا حل تھا۔"

اللہ تعالیٰ اس "محسن ملت" کو بہترین جزاؤں سے نوازے
اور ہمیں اس کے نقش قدم پر چلائے

ایک سال اور

لیجئے! خدام الدین کا ایک سال اور پورا ہو گیا ——
حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کی محبوب یادگار نے ۲۲ سال پورے کر کے ۲۳ ویں سال میں قدم رکھ لیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم ان توقعات پر کہاں تک پورے اترے جو ہمارے قارئین نے ہم سے وابستہ کر رکھی تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم اسے پیدا کرنے والے کے تقاضے کہاں تک پورے کر سکے۔ تاہم پوری عاجزی کے ساتھ اس عہد کو آج ہم پھر دہراتے ہیں کہ اس یادگار امام لاہوریؒ کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ہم اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

ہمیں تعاون درکار ہے

ایجنٹ حضرات کا، خریداروں کا، کاروباری اور تجارتی فرموں کا، اور سب سے بڑھ کر مضمون نگار حضرات قلم اٹھائیں اور نہ صرف پیارے پیارے مضامین کے لیے بلکہ اچھی آراء کے لیے بھی —— اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

ہم رنجیدہ خاطر ہیں

مذاکرات شروع ہو چکے، بہتری کی امیدیں ہیں۔ تاہم یہ رنج اور دکھ کیسے چھپائیں کہ انتظامیہ کے احمق اور کندہ ناتراش لوگوں نے تحریک آزادی ہند کے عظیم جرنیل امیر شریعت بخاریؒ کے مکان میں گھس کر آپ کے اہل خانہ کو پریشان کیا! وجہ کیا تھی؟ شاید آپ کے صاحبزادے سید عطاء المومن کو گرفتار کرنا ہو۔ جس کی جرأت و بسالت کے نقش ملتان کے در و دیوار پر نظر آ سکتے ہیں! بہرحال وجہ کوئی بھی ہو یہ اقدام سراسر باعث شرم ہے اور کھوٹے سکوں کی خاطر آزادی کو قربان کرنے والوں کے لیے یہ مناسب ہے
(۲۱ اپریل)

دعائے صحت کی درخواست

مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مایۂ ناز فرزند دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی و مہتمم، سابقہ اسمبلی میں دین حق کی ترجمانی کا حق ادا کرنے والے بے لوث صاحب علم، اور موجودہ الیکشن میں سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ مسٹر نصر اللہ خٹک کی فرعونیت کو دریائے کابل کی موجوں میں غرق کرنے والے مرد جری و بہادر مولانا عبدالحق مدظلہم ایک عرصہ سے علیل ہیں۔

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا فضل رحیم کی تازہ اطلاع کے مطابق موصوف کی علالت و نقاہت نے یہ رنگ اختیار کر لیا ہے کہ تعلیمی سلسلہ بالکلیہ منقطع ہے اور نماز بھی سہارے سے ادا ہو رہی ہے۔

سبھی اکابر و اصاغر سے درخواست ہے کہ حضرت الشیخ المکرم کی صحت کاملہ عاجلہ نافعہ کے لیے خدائے قادر و قیوم کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں (مدیر۔ علوی)

خطبہ جمعہ

کامیابی کے اصول

ضبط و ترتیب : ادارہ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً ......
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ صدق اللہ العلی العظیم ۔

یہ دو آیتیں سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کا ترجمہ ہے :۔

"اے ایمان والو! جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو، پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا اور صبر کرو۔ بے شک اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے۔"

(حاشیہ شیخ الہند قدس سرہٗ)

اسلام ایک زندہ جاوید مذہب ہے اور قیامت تک یہ دین مخالفین کی ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود قائم و ثابت رہے گا۔ اس کا قیام و ثبات اور باقی رہنا صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے وعدۂ حفاظت میں مضمر ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن ہی میں ارشاد فرمایا :

"کہ ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

تاہم عالم اسباب میں قدرت نے اس کی حفاظت ہر دور کے اہل حق و صداقت سے کرائی۔ یہی وہ اہل صداقت ہیں جن کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ

"ایک طبقہ دین پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے، اہل زیغ و ضلال کی مخالفت اس طبقہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔"

تاریخ کی شہادت

جب ہم تاریخ کے مختلف ادوار کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر دور میں ایک طبقہ ایسا نظر آتا ہے جو کمال جرأت و مردانگی سے راہِ حق میں اہل باطل سے نبرد آزما ہے۔ دعوت و عزیمت کی ہماری تاریخ ایسی تابناک اور روشن ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ ان ارباب صدق و صفا نے دین حق سے اپنی وابستگی اور اس کے لیے بے پناہ جدوجہد کا ریکارڈ قائم کیا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ان آیات میں جن کا ترجمہ عرض کیا گیا۔ میدان جہاد میں نبرد آزما اہل حق کے لیے ایسے اصول ذکر فرمائے گئے ہیں جن پر عمل کر کے وہ بخوبی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

پہلا اصول

ان اصولوں میں پہلا اصول یہ ذکر فرمایا گیا فَاثْبُتُوْا یعنی ثابت قدمی اختیار کرو۔

ثابت قدمی ایک ایسا اصول ہے جس کا قرآن کریم میں اور بھی کئی مقامات پر ذکر ہے۔ کئی جگہ اہل حق کی دعاؤں میں اس کا ذکر ہے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران میں ہے۔ سورۂ بقرہ میں حضرت طالوت اور جالوت کی جنگ میں اہل ایمان کی دعا کے ضمن میں ہے :۔

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ۔ یعنی اے اللہ! ہمارے قدم

جملے رکھے۔

اسی طرح سورۃ آل عمران میں واقعات احد کے ضمن میں اہل حق کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ تم سے پہلے متعدد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس قسم کے واقعات بیت چکے ہیں۔ لیکن وہ لوگ مصائب و ابتلاء کی وجہ سے گھبرائے نہیں۔ اور نہ ہی انہوں نے ضعف کا مظاہرہ کیا بلکہ کیا تو صرف یہ کہ اپنے پروردگار کو پکارا۔ اس میں بھی ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہے کہ ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ الغرض ثابت قدمی ایک ایسی چیز ہے جس کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اسی کو اللہ نے پہلے اصول کے طور پر ذکر فرمایا۔

دوسرا اصول

دوسرا اصول یہ ذکر فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کہ اللہ کو بہت یاد کرو۔

جہاں تک یاد الٰہی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں اکثر بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ یہاں علامہ عثمانی مرحوم کے چند جملے عرض کئے دیتا ہوں:۔

"اس میں نماز اور دعا، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے۔ ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا"

آگے مولانا نے سورۃ رعد کی آیت نقل فرمائی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ:۔

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے، سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل۔"

تیسرا اصول

اطاعت خدا و رسول ذکر فرمائی گئی ہے۔ جہاں تک اللہ رب العزت اور جناب نبی کریم علیہ السلام کی اطاعت کا تعلق ہے ظاہر ہے کہ یہی دین کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالےٰ جو ہمارے خالق و مالک ہیں، مربی و آقا ہیں انہوں نے انسان کو اپنی بندگی و اطاعت کے لیے پیدا کیا۔ اب جو انسان اللہ تعالےٰ کے بے پناہ احسانات و انعامات کے باوصف خدا کی اطاعت و بندگی نہیں کرتا وہ کیسا انسان ہے؟ اس میں اور ایک حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ اس قسم کے نالائق انسانوں کے مقابلہ میں حیوان کہیں اچھے ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں اور انسان مکلّف ہو کر اطاعت نہیں کرتا۔

اسی طرح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محسن ہیں، آپ نے اپنی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ مخلوقِ خداوندی کی بہتری کے لیے وقف کر دیا۔ راتیں رو رو کر اور دن میدانِ جہاد میں گزارے۔ اس محسنؐ امت کی اطاعت سے روگردانی کمال نالائقی ہے۔ اطاعتِ خدا و رسولؐ کا قرآن میں اور کئی مقامات پر بھی ذکر ہے اور ذخیرہ احادیث میں اتنے ارشادات ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے۔

چوتھا اصول

وَلَا تَنَازَعُوْا۔ آپس میں نہ جھگڑو کیونکہ جھگڑے سے نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا۔

بقول علامہ عثمانی علیہ الرحمۃ:

"یعنی ہوا خیزی ہو کر اقبال و رعب کم ہو جائے گا بدرعبی کے بعد فتح و ظفر کیسے حاصل کر سکو گے"۔

بدقسمتی دیکھیے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں بڑے واضح طور پر جھگڑے اور لڑائی سے روکا اور اس کے بُرے اثرات سے آگاہ کیا لیکن ہم ہیں کہ لڑائی جھگڑے کے بغیر ہمارا کوئی کام ہی نہیں۔ انگریز ملعون "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی جس لعنتی پالیسی پر عمل پیرا تھا۔ اس کے لگے بندھوں کو وہ ورثہ میں ملی۔ اور ہمارے یہاں تیس سال سے وہی کچھ ہو رہا ہے۔ اس پالیسی نے ملک کے ایک حصہ کو توڑا اور اب اس پالیسی کے پیش نظر ملک ابتلاء و مصائب کا شکار ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ اندھے ہو کر چل رہے ہیں۔ ہمیں ہوش ہی نہیں۔ یہ تمام کرتوت وہ لوگ کر رہے ہیں جو حادثاتی طور پر بڑے مناصب پر پہنچے اور پھر انہوں نے فرعونی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر خلق خدا کو لڑایا اور لڑا رہے ہیں۔ یہ ایسے نالائق اور عاقبت نااندیش ہیں کہ انہیں اس سے غرض ہی نہیں کہ اس سے کیا ہوگا؟ آج ہمارے ملک کا وزیر اعظم (؟) یہ تسلیم کرتا ہے کہ بیرونی طور پر

(باقی ۳۲ پر)

تحقیق: الامام محمد بن محمد الغزالیؒ
ترجمہ و تلخیص: زاہد الراشدی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

کیمپ جیل لاہور میں فرصت کے لمحات امام غزالی کی "احیاء العلوم" کی رفاقت میں بسر ہو رہے ہیں۔ قارئین خدام الدین کو بھی اس رفاقت میں شریک کرنا مناسب سمجھتا ہوں لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔ (راشدی)

شریروں کا تسلّط:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم لوگوں کو نیکی کی ضرور تلقین کرو اور گناہ سے ضرور روکو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر شریر لوگوں کو مسلط کر دیں گے، پھر تم سے نیک لوگ بھی دعا کریں گے اور ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

سب سے اچھی نیکی:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نیکی کے سب کام جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں یوں ہیں جیسے گہرے دریا میں ایک غوطہ اور نیکی کے سب کام مع جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقابلہ میں یوں ہیں جیسے گہرے دریا میں ایک غوطہ۔

قیامت کے دن سوال:

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے یہ سوال کریں گے کہ اے بندے! جب تمہارے سامنے برائی کا کام ہوتا تو تجھے کس چیز نے اس کو روکنے سے باز رکھا تھا؟

راستے کا حق:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بسا اوقات ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا اور ہم کھلی جگہوں میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا اگر تم اس سے باز نہیں رہ سکتے تو راستے کو اس کا حق دو۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا۔ نگاہ کا نیچا رکھنا، کسی کو اذیت نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔

عمومی عذاب:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کی بداعمالیوں کی سزا سب لوگوں کو نہیں دیتے مگر اس صورت میں کہ برائی کے کام ان کے سامنے ہو رہے ہوں اور وہ ان کو روکنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ان کو نہ روکیں۔ ایسی صورت میں بعض لوگوں کی بداعمالیوں کی سزا پوری قوم کو بھگتنا پڑتی ہے۔

حلیم کا تحیّر:

حضرت ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہاری حالت کیسی ہو گی جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے نوجوان نافرمان ہو جائیں گے

اور تم جہاد کو ترک کر دو گے؟ صحابہؓ نے پوچھا — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی سخت بات ہوگی۔ پوچھا گیا — یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اس سے زیادہ سخت بات کیا ہوگی؟ فرمایا۔ اس وقت تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم نیکی کا حکم ترک کر دوگے اور برائی سے روکنا چھوڑ دوگے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا۔ ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی سخت معاملہ ہوگا۔ پوچھا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ سخت معاملہ کیا ہوگا؟ فرمایا۔ اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھنے لگ جاؤ گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا، ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی زیادہ سخت قصہ ہوگا۔ پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے زیادہ سخت قصہ کیا ہوگا؟ فرمایا۔ اس وقت تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم نیکی سے روکنے لگوگے اور برائی کی تلقین کروگے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسا بھی ہونے والا ہے؟ فرمایا۔ ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ اللہ رب العزت نے اپنی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں ایسی آزمائشوں سے ان کو دوچار کروں گا کہ حلیم شخص بھی اس میں حیران ہو کر رہ جائے گا۔

ظالم کی معیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس شخص کے قریب ہرگز مت ٹھہرو جس نے کسی مظلوم کو قتل کیا ہو۔ کیونکہ قاتل کے پاس جو شخص موجود ہو اور اس کو باز نہ رکھے اس پر بھی خدا کی لعنت برستی ہے۔ اور اس شخص کے قریب بھی مت ٹھہرو جو کسی مظلوم کو مار رہا ہو۔ کیونکہ جو شخص ایسے ظالم کے پاس موجود ہو اور اسے نہ روکتا ہو اس پر بھی لعنت نازل ہوتی ہے۔

ظالم کچھ نہیں کر سکتا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص حق والی جگہ موجود ہو تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ حق کا اظہار نہ کرے کیونکہ وہ (ظالم) نہ تو اس کی موت کو وقت سے پہلے لا سکتا ہے اور نہ اسے اس رزق سے محروم کر سکتا ہے جو اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

گناہ سے نفرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ایسی جگہ موجود رہا جہاں گناہ ہو رہا تھا اور اس نے اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا تو گویا وہ وہاں موجود ہی نہ تھا اور جو شخص گناہ والی جگہ موجود نہ تھا لیکن اس نے اسے پسند کیا تو گویا وہ خود اس جگہ موجود تھا۔

نیک لوگوں پر عذاب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا — کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسی بستی کو بھی ہلاک کیا جائے گا جس میں نیک لوگ موجود ہوں۔ فرمایا۔ ہاں! پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس وجہ سے؟ فرمایا خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر ان (نیک لوگوں) کی خاموشی اور گناہ کو ہلکا سمجھنے کے باعث۔

نیک شخص کی ہلاکت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو۔ اس نے کہا۔ یا اللہ! اس بستی میں آپ کا ایک بندہ ایسا بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی آپ کی نافرمانی [illegible] کی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ اس پر بھی بستی کو الٹ دو کیونکہ میری نافرمانی دیکھ کر اس کا چہرہ ایک بار بھی غضب ناک نہیں ہوا۔

نیکوں کی بستی پر عذاب

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک ایسی بستی کو بھی عذاب میں مبتلا کیا گیا جس میں اٹھارہ ہزار افراد ایسے تھے جن کے اعمال انبیاء کرام علیہم السلام کے اعمال کی طرح تھے۔ پوچھا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں پر عذاب کیوں نازل ہوا؟ فرمایا اس لیے کہ وہ خدا کی نافرمانی دیکھ کر غصہ میں نہیں ہوتے تھے، نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور برائی سے منع نہیں کرتے تھے۔

افضل ترین جہاد

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مشرکوں کے ساتھ جنگ لڑنے کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ فرمایا ہاں اے ابوبکرؓ! بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ مجاہد زمین پر ایسے بھی ہیں۔ جو ان شہداء سے بھی افضل ہیں جو قبروں میں زندہ ہیں۔ اور رزق دیے جاتے ہیں۔ جب یہ مجاہد زمین پر چلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان کے فرشتوں میں ان کا فخر کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں اور ان کے لیے جنت اسی طرح سنواری جاتی ہے جیسے (ام المومنین) ام سلمہؓ خود کو اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے سنوارتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ خوش نصیب کون ہیں؟ فرمایا۔ وہ لوگ جو نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، اللہ کے لیے دوستی کرتے ہیں اور اللہ کے لیے دشمنی کرتے ہیں۔

افضل شہید

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا شہید زیادہ عزیز ہے۔

فرمایا۔ وہ شخص جس نے ایک ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اسے نیکی کی تلقین کی اور برائی سے منع کیا اور اس ظالم نے اسے شہید کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کا ساتھی

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کے شہداء میں سے افضل وہ ہے جس نے ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس شہید کا درجہ قیامت کے دن حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو گا۔

بُری قوم

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ قوم بری قوم ہے جس میں لوگ انصاف کا حکم نہ دیں۔ اور وہ قوم بری قوم ہے جس میں لوگ نیکی کی تلقین نہ کریں اور برائی سے منع نہ کریں۔

ظالم بادشاہ کا تسلط

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے لوگو! نیکی کا حکم ضرور بضرور دیتے رہو اور برائی سے ضرور بضرور منع کرتے رہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا ظالم بادشاہ مسلط کر دیں گے جو تم میں سے کسی بڑے کی عزت نہیں کرے گا اور کسی چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا۔ تمہارے نیک لوگ اس ظالم کے خلاف بددعائیں کریں گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائے گی، تم نصرت مانگو گے مگر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اور تم گناہوں سے معافی طلب کرو گے لیکن تمہیں معافی نہیں ملے گی۔

زندہ میت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "زندہ میت" کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔

اہلِ فقہ اور اہلِ حدیث

فتویٰ شیخ ابن حجر مکی شافعی

فتاویٰ حدیثیہ شیخ ابن حجر پر ایک سوال و جواب ہے

ایک اہل علم کے قلم سے:

سوال: الحدیث مضلۃ الا للفقہاء (حدیث گمراہ کرنے والی ہے غیر اہل فقہ کو) یہ جملہ حدیث ہے یا نہیں اور اس کے کیا معنیٰ ہیں۔ حالانکہ فقیہہ ہونے کے مفہوم میں حدیث کا عالم ہونا شرط ہے۔ پھر اہل فقہ اور اہلحدیث میں سے کون جلیل القدر اور عظیم الذکر ہے۔

جواب: یہ جملہ حدیث نہیں ہے۔ یہ تو سفیان بن عیینہ وغیرہ کے کلام کا جملہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حدیث بھی قرآن کی طرح ہے۔ اس بارہ میں کہ کبھی لفظ عام اور معنی خاص ہوتے ہیں۔ کبھی اس کا عکس اور حدیث میں ناسخ و منسوخ بھی ہے۔ وہ بھی ہے کہ اس پر عمل نہیں ہوتا اور متشابہ بھی ہے۔ یعنی ظاہر میں اس میں تشبیہ ہوتی ہے جیسے حدیث ینزل ربنا (ہمارے رب نزول کرتے ہیں) مگر اس کے معنے اہلِ فقہ ہی سمجھ سکتے ہیں بخلاف اس کے جو صرف حدیث کو ہی جانتا ہے وہ اس کے سمجھنے میں گمراہ ہو جاتا ہے جیسے کہ بعض قدیم اہل حدیث بلکہ بعض متاخرین ابن تیمیہ اور ان کے پیروکاروں میں یہ واقع ہوا ہے۔ اسی سے ان فقہا کی جو استنباط مسائل رکھتے ہیں غیر استنباط والے اہلحدیث پر فضیلت معلوم ہوتی ہے اور اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رب مبلغ اوعیٰ من سامع ورب حامل فقہ لیس بفقیہ ورب حامل فقہ الیٰ من ھوا فقہ منہ (بعض حکم پہنچانے والے زیادہ حافظہ والے ہوتے ہیں۔ سننے والے سے اور بعض مسئلہ نقل کرنے والے اہل فقہ نہیں ہوتے اور بعض مسئلہ کو نقل کرنے والے اپنے سے زیادہ فقیہہ کی طرف نقل کر دیتے ہیں) اور اسی بنا پر ارشاد ہے کہ میری طرف سے پہنچا دو۔ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اور اسی سے ارشاد ہے۔ بنی اسرائیل سے بات نقل کر لیا کرو کوئی حرج نہیں۔

فروعی مسئلوں کو استنباط کرنے والے ہی اسلاف و علماء امت ہیں۔ بہترین اور اہل عدل ہیں ....

ایک مجلس میں یحییٰ بن معین، زہیر بن حرب۔ خلف بن صالح اور ایک جماعت اہلحدیث کی موجود تھی۔ ایک عورت آئی اور ان سے سوال کیا کہ حیض کی حالت میں عورت میت (شوہر) کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں۔ سب سن کر خاموش ہو گئے اتنے میں ابو ثورؒ آ گئے۔ سب نے اس سے کہا کہ اُن سے پوچھو اس نے اُن سے پوچھا جواب دیا غسل دے سکتی ہے۔ حدیث کے اس جملہ سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہؓ کو فرمایا تھا کہ "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے" اور اس حدیث سے کہ حضرت عائشہؓ حیض کے زمانہ میں حضور کے سر مبارک میں مانگ بناتی تھیں۔ تو جب عورت زندہ کے سر کو چھو کر مانگ بنا سکتی ہے تو مُردہ کے لیے بدرجہ اولیٰ چھونا درست ہے۔ سب نے کہا ہاں ہاں ہم کو یہ حدیثیں فلاں فلاں نے بیان کی ہیں۔ عورت نے کہا پھر تم لوگ سب کے سب اب تک کہاں تھے۔

اعمشؒ محدث امام ابوحنیفہؒ سے بعض مسائل پوچھتے وہ جواب دیتے تو پوچھتے آپ کو یہ کہاں سے ملا۔ فرماتے کہ آپ نے ہی تو نخعی سے یہ حدیث اور شعبی سے یہ حدیث

بیان کی تھی۔ اس پر اعمشؒ نے کہا اے فقہا کے گروہ ہم تو پرندے ہیں اور تم ان کے شکاری ہو۔ عطیہؒ کہتے ہیں کہ میں شعبہ (محدث) کے پاس بیٹھا تھا وہ کہنے لگے اے ابو محمد (عطیہ) جب تم کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو تم کس سے دریافت کرتے ہو۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید ان میں خود پسندی آ گئی ہے۔ میں نے کہا آپ اور آپ کے شاگردوں سے رجوع کرتا ہوں کہ آپ لوگ فتویٰ دیں۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک سائل آیا اور عرض کیا اے ابو بسطام (شعبہ) ایک آدمی نے دوسرے کے سر کی کھوپڑی پر مارا وہ دعوے کرتا ہے کہ اس سے اس کی قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) جاتی رہی ہے تو وہ دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ میں نے اس آدمی کو اشارہ کیا کہ ان پر اصرار کرکے جواب لو تو شعبہ میری طرف متوجہ ہوئے کہ اے ابو محمد زیادتی زیادتی والے پر ہی بدتر ہوتی ہے۔ خدا کی قسم میرے پاس اس باب میں کچھ نہیں اور تم تہی ہو۔ عرض کیا کہ فتوے تو آپ سے مانگا ہے اور جواب میں کہنے لگے اب میں ہی تم سے سوال کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اوزاعی اور زہری سے سنا ہے کہتے تھے رائی خوب باریک پیس کر اس کو سنگھایا جائے۔ اگر چھینک آگئی تو یہ جھوٹا ہے اگر نہ آئی تو سچا ہے کہنے لگے ٹھیک بات کہی ہے تم نے

ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اعمشؒ (محدث) نے حج کا ارادہ کیا جب حیرہ مقام پر پہنچے تو علی بن مسہر سے کہا ابو حنیفہؒ کے پاس جاؤ کہ وہ ہمارے لیے حج کے مسائل لکھ دیں اور ابن عبد البر نے کتاب تلبیس ابلیس وغیرہ سے بہت بہت واقعات لکھے ہیں جنہیں اہل حدیث کے مسائل سے ناواقف ہونے کو بیان کیا ہے۔

ابن وہب کہتے ہیں جو اہل حدیث کہ فقہ میں مہارت نہیں رکھتا کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو امام مالکؒ کے ذریعے بچا نہ لیتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے جو اہل حدیث اس حدیث کا تفقہ نہیں رکھتا اس سے زیادہ جاہل کوئی نہیں۔ امام مالکؒ نے اپنے دونوں بھانجوں بکر و اسماعیل سے کہا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم حدیثوں سے ہی محبت رکھتے اور ان کی تلاش رکھتے ہو، عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم حدیث سے فائدہ حاصل کر سکو اور اللہ تم سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں تو حدیث کی طلب میں تو کمی کر دو اور تفقہ حاصل کرو۔ امام صاحبؒ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث کا علم تو ضروری ہے مگر عمدگیٔ علم حدیث بیا تفقہ سے ہی ہے۔

انہی حضرت نے قاضی عیاض مالکیؒ کے استادوں میں جب ابن عربیؒ کا ذکر کیا تو اس کی ایک حدیث عماد بن محمد بن مخلد تیمی سے نقل کی۔ کہتے ہیں کہ جب ابوالعباس ہمدانی شہر رے کے عہدۂ قضا سے معزول کر دیے گئے تو ان میں اور ابوالفضل قلعی میں جو دوستی تھی اس کی تجدید کے لیے یہ بخارا پہنچے اور ہمارے پڑوس میں فروکش ہوئے تھے۔ مجھے (عماد کو) میرے ایک معلم ان کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ میری درخواست ہے کہ آپ اس لڑکے کو وہ احادیث سنا دیں جو آپ نے اپنے استادوں سے حاصل کی ہیں۔ فرمایا میں نے تو کوئی حدیث نہیں سنی۔ عرض کیا کیسے؟ آپ تو فقیہ ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا اس لیے کہ جب میں جوانی کی عمر کو پہنچ گیا تو احادیث و اخبار کے علم اور ان کے سننے کا شوق پیدا ہوا تھا۔ میں امام محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس پہنچا اور ان سے اس پر توجہ فرمانے کی درخواست کی۔ فرمایا بیٹا کسی کام کا قصد اس وقت نہ کرو جب تک اس کی حدود اور اس کی مقدار کی واقفیت نہ حاصل کر لو۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائیں۔ میں جس مقصد کے لیے آیا ہوں جس راہ پر چلا ہوں اور آپ سے اس کی درخواست کر رہا ہوں مجھے اس کی حدود اور مقدار بھی معلوم کرا دیجئے۔

فرمایا، سنو۔ آدمی حدیث میں محدث کامل سوائے اس کے کہ یہ سیکھ لے نہیں ہو سکتا۔ اور اشارہ میں چار چار کرکے سولہ قسم کی چونسٹھ باتیں بیان فرمائیں۔ میں نے عرض کیا ان سب چار چار کی تفسیریں بھی فرما دیجئے۔

فرمایا اچھا۔ وہ چار جن کے لکھنے کی ضرورت ہے حضورؐ کی احادیث و احکام۔ ۲ صحابہ اور ان کے مراتب۔ ۳ تابعین اور ان کے حالات، ۴ تمام علما اور ان کی تواریخ۔ ان کے ساتھ یہ

چار ہیں۔ اسماءِ رجال۔ ان کی کنیتیں، ۷ ان کی جگہیں، ۸ ان کے زمانے۔ یہ جن چار کی طرح ہی ہیں جیسے حمد خطبہ کے ساتھ۔ دعا خطوط کے ساتھ۔ بسم اللہ سورتوں کے ساتھ۔ تکبیریں نمازوں کے ساتھ اور ان کے مشابہ چار ہیں مسند۔ مرسل، موضوع، مقطوع حدیثیں اور چار اوقات ہیں۔ بچپن، بالغ ہونا، جوانی، ادھیڑ عمر پن، جن چار وقت ہو یہ ہیں فراغت، مشغولی، نقصہ، مالداری۔ جن چار جگہوں میں ہوں پہاڑوں میں، دریاؤں میں، شہروں میں، جنگلوں میں اور کن چار چیزوں پر ہو پتھروں، سیپیوں، کھالوں، چوڑی ہڈیوں پر جب تک کر اوراق میں نقل ممکن ہو۔ وہ چار جن سے یہ حاصل کی جائیں اپنے سے اونچے سے، اپنے سے برابر سے۔ اپنے سے کمتر سے۔ خط و کتاب سے جب کہ یقین ہو کہ اسی کے قلم سے ہے دوسرے سے نہیں۔ اور وہ چار ہوں جو غرض ہوں، محض اللہ کے لیے ان کی مرضی حاصل کرنے کے لیے ہو۔ اللہ کی کتاب کے موافق عمل کے لیے، اس کو طالبین میں پھیلانے کے لیے اور لحد کے لیے۔ تالیفات وہ چار جن سے ان چار کی تکمیل ہوتی ہے۔ کتابت یعنی لکھ لینا، معتبر ہونا، ضبط کرنے والا ہونا اور علم نحو ان کے ساتھ جن ایسی چار چیزوں کی ضرورت ہے جو محض عطاء الٰہی میں ہیں سب کی قدرت۔ صحت جسم و روح، علم کا شوق، حافظہ قوی اور جب یہ چاروں باتیں پوری ہوں گی تو چار معاون ہوں گے۔ بیوی، مال، وطن، اولاد، اور وہ چار چیزیں جن میں مبتلا کیا جائے گا، اس کی تکلیف پر دشمنوں کی خوشی، دوستوں کی ملامت، ناواقفوں کا طعنہ، علماء کا حسد، اور جب ان چاروں مصیبتوں پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو چار انعام عطا فرمائیں گے۔ قناعت کی عزت، دل کا اطمینان، علم کی لذت اور اچھی ناموری، اور آخرت میں بھی چار انعام ہوں گے۔ اپنے دوستوں میں سے جس کی چاہے شفاعت کرے گا۔ عرش کا سایہ جب کہ سوائے اس کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور جس کو چاہے گا حضور کے حوض کوثر سے پلا سکے گا اور جنت کے اعلیٰ علیین درجہ میں رحمٰن کے قریب جگہ ہوگی۔

بیٹا میں نے تم کو اجمالی طریقہ سے وہ سب بتا دیا ہے۔ جو کچھ میں نے اپنے استادوں سے اس بارہ میں متفرق اوقات میں سنا تھا۔ اب تم جس مقصد کے لیے میرے پاس آئے تھے چاہے اسے قبول کر لو، چاہے چھوڑ دو۔

عماد بن محمد کہتے ہیں۔ مجھے ان کی بات نے ششدر کر دیا۔ خاموشی سے سوچ میں پڑ گیا۔ اور سر شرم سے جھکا لیا۔ جب امام بخاری نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا اگر تم یہ سب مشقتیں برداشت نہیں کر سکتے تو پھر تم فقہ کا علم اختیار کرو۔ یہ کام تو گھر بیٹھے ہو سکتا ہے، نہ لمبے لمبے سفروں کی ضرورت ہوگی نہ جگہ جگہ شہروں نہ سمندروں کو طے کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مگر ہاں فقہ اس کے باوجود حدیث شریف ہی کا ثمرہ ہے اور آخرت میں فقہ کا ثواب حدیث کے ثواب سے کم نہیں۔ فقیہ کا فن محدث کے فن سے کم ہے۔ جب میں نے (عماد بن محمد نے) امام بخاری سے یہ سُنا تو میرا ارادہ طلب حدیث کا فسخ ہو گیا اور فقہ کے درس تدریس، تعلیم، تعلم میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ میں اس میں ماہر ہو گیا تو اس وجہ سے میرے پاس کچھ حدیثوں کا مجموعہ ہی نہیں ہے جو میں اس لڑکے کو لکھوا دوں۔ میرے معلم نے عرض کیا۔ یہ حدیث جو آپ کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ لڑکے کے لیے بڑے درسوں سے جو آپ کے علاوہ کس سے حاصل ہوں۔ بہت بہتر ہے۔ فقط

اس واقعہ سے فقہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی اور فقہ حدیث شریف کا ہی ثمرہ ہے ...... امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جو شخص فقہ کو محفوظ کرتا ہے۔ اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور جو احادیث کو حاصل کرتا ہے۔ اس کی دلیل قوی ہو جاتی ہے اور جو شخص اشعار اور عربی زبان کے قواعد حاصل کرتا ہے اس کی طبیعت میں رقت پیدا ہو جائے گی، اور جو حساب سیکھ لیتا ہے اس کی عقل مضبوط ہو جاتی ہے اور جو شخص اپنے کو گناہوں سے محفوظ نہ رکھے گا اس کو علم نفع نہ دے گا۔







مولانا محمد عبداللہ، حاصل پور

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر کچھ لکھنا اور کہنا میرے ایسے کم علم اور ہیچمدان انسان کا کام نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان نفوس قدسیہ اور اسلام کے مایہ ناز فرزندوں میں صف اوّل کے پہلے انسان ہیں جن کی سیرت طیبہ خود باری تعالےٰ نے کلام اللہ میں یوں بیان فرمائی ہے —— والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار (الآیہ) تاہم اپنی اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے باوجود "سیدنا صدیق رضؓ کی سیرت اپنوں اور غیروں کی نظر میں" کے عنوان کے تحت پیش قارئین ہے۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا میں جب پہلی وحی نازل ہوئی آپؐ گھبرا گئے اور اسی عالم تحیّر میں اپنے گھر تشریف لائے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ زملونی زملونی مجھے کپڑا (چادر) اوڑھاؤ حضرت خدیجہؓ نے حسب فرمان چادر اوڑھائی۔ بعدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں پیش آنے والا سارا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ نے مندرج ذیل جملوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی خاطر اور حوصلہ افزائی کی۔ انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق (بخاری) کہ غمگین اور رنجیدہ وکبیدہ خاطر نہ ہوں آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں اور بے کسوں کا بار اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت کے وقت حق کی امداد واعانت اور یاوری کرتے ہیں۔ ان پاکیزہ اخلاق اور بلند کردار و اوصاف حسنہ کی موجودگی میں آپ کا خدا آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت صدیق اکبرؓ اہل مکہ کے ظلم وستم اور جور وجفا سے تنگ آکر ایک مرتبہ ہجرت کے ارادہ سے جا رہے تھے راستہ میں سردارانِ مکہ میں سے ابن الدغنہ نامی سردار ملا اور پوچھا کہ ابوبکر کیا حال ہے اور کہاں جا رہے ہو۔ آپ نے جو پہلے ہی سے صدیق تھے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔ ابن الدغنہ کا پتھر دل موم ہو گیا اور کہا ابوبکرؓ فکر کی ضرورت نہیں آؤ تم میرے ساتھ واپس مکہ چلو تم آج سے میری امان میں ہو تم کو کوئی ناحق نہیں ستائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان الفاظ میں تسلّی وتشفی دے کر ان کی ڈھارس بندھائی انک تکسب المعدوم وتصل الرحم وتحمل الکل وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق (بخاری)

آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا تسلی آمیز کلام ملاحظہ کریں جو انہوں نے بحیثیت ایک مونس وغمخوار اور وفادار بیوی اپنے شوہر کے حق میں کہا تھا۔ اور شانِ صدیق رضؓ میں ابن الدغنہ سردار قریش کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ ایک مشرک بت پرست اور کافر انسان حقائق کا کن الفاظ میں اقرار واعتراف کر رہا ہے نیز اس سے شانِ صدیق رضؓ کے مقام رفیع پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ صدیق اکبرؓ کا قلب

مبارک کس قدر مصفیٰ اور مجلیٰ تھا اور نور نبوت کا فیضان کس قدر اپنے اندر جذب کئے ہوئے اور سموتے ہوئے تھا کہ ایک کافر بھی قلب صدیق میں نبوت کا عکس عیاں اور واضح دیکھ سکتا تھا۔ افسوس اور صد افسوس آج اپنوں کی آنکھیں بند ہیں اور کچھ نظر نہیں آتا۔

صدیق اکبرؓ ابن الدغنہ کی امان میں واپس تشریف لائے اور مکان کے باہر ایک چھوٹی سی مسجد بنا کر عبادت اور تلاوتِ قرآن میں ہمہ تن مشغول و مصروف رہتے اور تلاوت قرآن ایسے رقت آمیز و درد انگیز لب و لہجہ اور زبان کی اس حلاوت و عذوبت اور چاشنی سے کرتے کہ سننے والا وجد و سرور کے عالم میں مست ہو جاتا اور ساحرانہ تاثیر سمجھتا۔ چنانچہ جب آپ تلاوت کرتے تو مشرکین کے بچے بچیوں کا اردگرد جمگھٹا لگ جاتا اور دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو جاتے۔ اشرار و کفار مکہ کو آپ کا تلاوت قرآن ایک نظر نہ بھایا۔ اور ابن الدغنہ سے احتجاج کیا۔ ابن الدغنہ نے ناصحانہ انداز میں کچھ کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری امان سے دستبردار اور دست کش ہوتا ہوں میرا اللہ مجھے کافی ہے ؎

اللہ سے ڈرنے والوں کو طاقت سے ڈرانا کچھ بھی نہیں
گر خوف خدا ہو دل میں یہ قیصر و کسریٰ کچھ بھی نہیں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات نبوت کا صحیح عکس اور پرتو تھا جو صرف اس ایک واقعہ سے نہیں بلکہ سینکڑوں امور اور دلائل اور شواہد سے ثابت و مترشح ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو نبی و صدیق)

مذکورہ بالا واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ غیروں (کافروں) کی نظر میں کیا کچھ تھے؟ لیجئے اب اپنوں کی زبانی سنئے اور پھر سر دھنیئے۔

جب سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس حادثہ فاجعہ و جانکاہ کی خبر ہوئی تو آپ استرجاع پڑھتے ہوئے سیدھے آپ کے مکان پر پہنچے اور جس کمرہ میں خلیفہ رسولؐ کی نعش مبارک رکھی تھی اس کے دروازہ پہ کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل خطبہ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے ابوبکرؓ! اللہ آپ پر رحم کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مونس، راحت کا باعث، معتمد اور ان کے محرم راز اور مشیر تھے۔

تم سب سے پہلے ایمان لائے اور تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے، تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا۔

تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف کرنے والے اور اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ بے نیاز، رسول اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر اور اسلام میں سب سے زیادہ مہربان تھے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ بابرکت رفاقت میں ان سب سے بہتر مناقب اور فضائل میں سب سے بڑھ چڑھ کر، بیش قدمیوں میں سب سے افضل اور برتر درجہ میں سب سے اونچے اور وسیلہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ، سیرت میں، عادت میں مہربانی اور فضل میں۔ صحابہؓ میں سب سے زیادہ اونچے مرتبہ والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے۔ پس اللہ اسلام اور اپنے رسول کی طرف سے سے تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ گوش و چشم تھے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب کہ دوسرے لوگوں نے آپ کو جھٹلایا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام میں صدیق کہا ہے۔ چنانچہ فرمایا والذی جاء بالصدق وصدق بہٖ۔ سچائی لانے والے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ۔

آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری کی جب کہ لوگوں نے بخل کیا اور آپ ناگوار باتوں کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت رہے جبکہ لوگ آپ سے بچھڑ گئے۔ آپ نے سختیوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و رفاقت کا حق بطریق احسن انجام دیا۔ آپ ثانی اثنین اور رفیق غار تھے اور آپ پر سکون نازل ہوا تھا۔ آپؓ ہجرت میں ان کے رفیق تھے اور اللہ کے دین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر آپؓ اُنؐ کے ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کر دیا۔ جبکہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور آپ نے

خلافت کا وہ حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ نے نہیں کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس وقت چستی دکھائی جب کہ آپ کے ساتھی شکست ہو گئے تھے اور آپ نے اس وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے۔ جب وہ کمزور تھے تو آپ قوی رہے اور آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کو اس وقت تھامے رکھا جب کہ لوگ پست ہو گئے تھے۔

آپ بلا نزاع و تفرقہ خلیفہ برحق تھے۔ اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ آپ امر حق پر ڈٹے رہے۔ جبکہ لوگ پھسل گئے اور آپ ثابت قدم رہے جبکہ دوسرے ڈگمگا گئے۔

آپ اللہ کے نور کو لیے بڑھتے رہے جب کہ لوگ کھڑے ہو گئے۔ آخر کار انہوں نے آپ کی پیروی کی اور ہدایت پائی۔ آپ کی آواز ان سب سے زیادہ پست تھی مگر آپؓ کا مرتبہ ان سب سے اونچا تھا۔

آپ کا کلام سب سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ آپ کی گفتگو سب سے زیادہ صحیح تھی۔ سب سے زیادہ خاموش رہنے والے تھے۔ آپ کا قول سب سے زیادہ بلیغ تھا۔ شجاعت میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ معاملات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ عمل کے اعتبار سے زیادہ اشرف تھے۔ بخدا آپ دین کے اولیں سردار تھے۔ جب لوگ دین سے ہٹے تو آپ آخری سردار تھے۔ جب وہ دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ مومنوں کے لیے رحیم باپ تھے۔ یہاں تک کہ وہ آپ کے لیے اولاد کی طرح ہو گئے۔ جن بھاری بوجھوں کو وہ نہ اٹھا سکے آپ نے ان کو اٹھا لیا۔ جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا آپ نے اس کی نگرانی کی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی آپ نے اس کی حفاظت کی، جس کو وہ نہیں جانتے تھے آپ نے وہ چیز ان کو سکھائی۔ جب وہ عاجز اور درماندہ ہوئے تو آپ نے مستعدی دکھائی۔ جب وہ گھبرا گئے آپ نے صبر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی آپ نے دادرسی کی اور انہوں نے اپنی ہدایت کے لیے تمہاری رائے کی طرف رجوع کیا اور کامیاب ہوئے۔ اور جس چیز کا ان کو اندازہ نہیں تھا وہ انہوں نے پالی۔ آپ کافروں کے لیے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔ اور مومنین کے لیے رحمت و انسیت اور پناہ تھے۔

آپ نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی۔ آپ نے ان کا عطیہ پایا اور اچھائیاں لے لیں۔ آپ کی حجت کو شکست نہیں ہوئی اور آپ کی بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ آپ کا نفس بزدل نہیں ہوا۔ آپ کے دل میں خوف پیدا نہیں ہوا اور نہ وہ کمزور ہوا۔

آپ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں حرکت نہیں دے سکتیں اور جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آپ رفاقت اور مالی خدمت دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے۔ اور ارشاد نبویؐ کے مطابق جسمانی اعتبار سے اگرچہ کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملہ میں قوی تھے۔ اپنے نفس کے اعتبار سے متواضع، اللہ کے نزدیک بڑے اور لوگوں کی آنکھوں اور دلوں میں بھاری بھرکم اور بڑے تھے۔ آپ کی نسبت نہ کوئی طنز کرتا تھا اور نہ وہ حرف گیری کر سکتا تھا۔

آپ میں نہ کسی کو طمع تھی اور نہ آپ کسی کی رعایت کرتے تھے۔ ضعیف اور پست آپ کے نزدیک قوی تھا کہ آپ اس کو حق دلاتے تھے اور قوی آپ کے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا کہ آپ اس سے حق لیتے تھے۔ دور و نزدیک دونوں قسم کے آدمی آپ کی نگاہ میں یکساں تھے۔ جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا وہی آپؓ کا مقرب تھا۔ آپ کی شانِ حق نرمی اور سچائی تھی۔ آپؓ کا قول حکم قطعی اور آپ کا معاملہ بردباری اور دور اندیشی تھا اور آپ کی رائے علم اور عزم تھا۔

اب آپ دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ راستہ ہموار ہو گیا اور مشکل آسان ہو گئی۔ آگ بجھ گئی۔ اور دین معتدل ہو گیا اور ایمان قوی ہو گیا۔

اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو گئے۔

اللہ کا امر غالب آگیا۔ اگرچہ کافروں کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔

آپ نے سخت پیش قدمی کی اور اپنے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا۔

آپ خیر سے کامیاب ہوئے۔

آپ اس سے بلند و بالا ہیں کہ آپ پر آہ و بکا کی جائے آپ کی موت کی مصیبت تو آسمانوں میں بری طرح محسوس کی جا رہی ہے اور آپ کی مصیبت نے تو تمام دنیا کو ہلا دیا ہے۔

ہم سب اللہ کے لیے ہیں، اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اللہ کی قضا پر ہم راضی ہیں۔ ہم نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے۔ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا۔

آپ دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے۔

مومنوں کے لیے ایک گروہ، قلعہ اور دارالامن تھے۔

منافقوں کے واسطے تشدد اور غضب تھے۔

پس اللہ آپ کو آپ کے نبی سے ملا دے اور ہم کو آپ کے بعد آپ کے اجر سے محروم اور گمراہ نہ کرے۔

(الریاض النضرۃ لمحب الطبری ج ۱ ص ۱۴۳، ۱۴۴)

جب تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھتے رہے مجمع میں موجود لوگ بیٹھے سنتے رہے۔ جونہی خطبہ ختم ہوا بے اختیار لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ اور پھر سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ بے شک صدیق اکبرؓ ایسے ہی تھے اور اے دامادِ رسولؐ (علیؓ) آپ نے بجا اور صحیح فرمایا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا تعزیتی خطبہ پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور اسوہ و سیرت صدیقی کا جائزہ لیں کہ دامادِ رسولؐ، شوہر بتولؓ کن پاکیزہ الفاظ میں صدیق اکبرؓ کے مناقب و فضائل، عادات و خصائل اور کارنامہائے خلافت کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں اور کتنے زوردار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی یہ خطبہ پڑھنے والا جھوم اٹھتا ہے اور سرور و وجد کے عالم میں مست و مدہوش ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید نے اسی واضح اور ٹھوس حقیقت کا تذکرہ فرمایا کہ رحماء بینھم پیغمبر کے یار (صحابہ) آپس میں شفیق و مہربان ہیں۔

ان دو واقعات سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان کھل کر اور اجاگر ہو کر سامنے آگئی کہ اپنے اور پرائے، دوست اور دشمن، ان کے فضائل اور خصائل، کردار و گفتار کس پیارے انداز اور کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان سے بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مومن کے دل کو محبت صدیقؓ سے معمور و لبریز کر کے نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

سانحۂ ارتحال

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی اہلیہ محترمہ ۲۹ مئی ۷۷ء ظہر کی نماز کے دوران حالت تشہد میں انتقال کر گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کی خوش بختی کہ انہیں حضرت مفتی صاحب جیسے عظیم انسان کی رفیقہ حیات ہونے کا شرف حاصل تھا۔ تو حضرت مولانا عبداللہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی مہتمم جامعہ رشیدیہ اور مجاہد فی سبیل اللہ شہید اسلام مولانا لطف اللہ جیسے چمنستان محمدی کے گلہائے سرسبد کی والدہ ماجدہ تھیں اور پھر حالت نماز میں مالک حقیقی سے وصال سونے پر سہاگہ ہے۔

اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے متعلقین و موافقین بالخصوص حضرت شیخ الحدیث اور فاضل رشیدی کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور ان حضرات کو ان کے برکات سے اور توجہات باطنی سے سرفراز فرماتا رہے۔

ادارہ خدام الدین شیخ مکرم مولانا انور مدظلہم سمیت اس سانحہ غم میں برابر کا شریک ہے۔

(غم گسار ——— علوی مدیر خدام الدین)

خریداری نمبر

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر یا کھاتہ نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (مینیجر)

ہمارے مصائب اور نجات کا ذریعہ

محمد انور قریشی

کیا آپ جانتے ہیں؟

کئی برسوں سے دُنیائے اسلام پر مصائب کی یلغار ہے۔ جنگیں، سیلاب، طوفان، زلزلے، خشک سالی، مہلک حادثے، مہنگائی وغیرہ مسلسل بڑھتے جا رہے ہیں، جن سے بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے۔ ملک مقروض ہوتے جا رہے ہیں۔ سیاست دان، فلاسفر، ماہرِ اقتصادیات و موسمیات ہمہ تن تحقیق میں مصروف ہیں کہ ان سے نجات کیسے ہو؟ مگر ان کی تحقیقات کے نتائج ناقابلِ اعتماد ثابت ہو چکے ہیں۔ اسلامی ممالک کے سربراہ اور عوام سب ہی پریشان ہیں۔ آئیے ہم خالقِ کائنات، جن کے تصرف سے یہ سارا نظام چل رہا ہے، سے پوچھیں کہ دُنیائے اسلام پر مصائب کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ سب سنگین واقعات اتفاقیہ وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔

مصائب کے اسباب

قرآن کی رو سے یہ مصائب اور عذاب ہمارے اعمال کی وجہ سے نازل ہوتے ہیں۔ یقیناً مسلمان کو اعمال کی جزا و سزا اس دُنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔ جب قوم گناہوں اور ظلم میں شدّت اختیار کرتی ہے تو پھر مصائب بڑھ کر عذاب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہم فحاشی، عیاشی، بدکاری، چور بازاری وغیرہ میں زندگی کی خوشحالی ڈھونڈتے ہیں۔ حالانکہ نیکیوں سے زندگی خوشحال ہوتی ہے، اور گناہ پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔ نیکیوں سے رزق بڑھتا ہے۔ اور گناہوں سے کم ہوتا ہے۔ مصائب و عذاب کے متعلق ارشادِ ربانی مندرجہ ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ یہ غلط نہیں ہو سکتے۔

۱- اور تمہیں جو مصائب پہنچتے ہیں وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہیں اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ (۳۰ - الشوریٰ)

۲- لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے خشکی پر اور سمندر میں فسادات یعنی جنگیں اور وبائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے بعض اعمال کی سزا چکھائیں اور اس لیے کہ وہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ یعنی گناہوں سے باز آ جائیں۔ (۴۱ - الروم)

۳- آپ فرما دیں اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے یعنی آسمان سے بھیج دیں یا تمہارے نیچے سے یعنی زمین میں سے یا تم کو پارٹیوں میں بانٹ دیں۔ اور ایک دوسرے سے لڑا دیں۔ (۶۵ - الانعام)

۴- اور جو شہر طیّب ہے اُس کی پیداوار خدا کے حکم سے خوب ہوتی ہے اور جو خبیث ہے (یعنی ناپاک شہر) اس کی پیداوار بہت تھوڑی ہے۔ (۵۸ - الاعراف)

اوپر کی آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی فرد جماعت یا ملک اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک ذلیل اور بے قدر ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی وجہ سے مصائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جرائم اور مظالم کی کثرت سے ملک کی زمین طیّب نہیں رہتی بلکہ بنجر ہو جاتی ہے اور اس ملک کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ غیر مسلم قوموں سے جنگیں، آسمان سے زبردست بارشیں اور سیلاب، طوفان، زمین کے نیچے سے زلزلے سیم اور تھور سے لاکھوں ایکڑ بنجر زمین، مسلمانوں میں پارٹی بازی، نفاق، مہنگائی، فقر وغیرہ اللہ کی طرف سے مصائب اور عذاب ہیں۔ قرآن میں پہلے انبیا علیہم السلام کی نافرمان، اور سرکش قوموں پر عذاب کے واقعات کا بار بار ذکر ہے۔

قوم نوحؑ پر بارش و سیلاب، قوم صالحؑ اور شعیبؑ پر زلزلہ قوم عادؑ پر تند ہوا کا طوفان، قوم لوطؑ کی بستیاں اُٹھا کر ان پر پتھراؤ کیا اور آلِ فرعون پر طوفان، ٹڈیاں، گھُن، مینڈک خون اور غرق کرنے کے عذاب آئے۔ ان قوموں پر ہمیشہ پہلے مصائب کا نزول ہوا تو انہوں نے پرواہ نہ کی بلکہ تکبّر کیا اور مذاق کیا۔ یہاں تک کہ عذاب نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو (گناہوں کے سبب) ہلاک کر چکے ہیں۔ جن کو ہم نے دُنیا میں ایسی قوّت دی کہ تم کو وہ قوّت نہیں دی۔ (۶- الانعام)

۲- اور بہت سے شہر تھے۔ جنھوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسول سے سرکشی کی۔ سو ہم نے ان کا سخت حساب کیا اور ہم نے ان کو سخت عذاب دیا۔ پس انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام خسارہ ہی ہوا۔ (۹- طلاق)

۳- اور یقیناً ہم ان کو (دُنیا میں) چھوٹا عذاب چکھا دیں گے۔ اُس بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ (۲۱- السجدہ)

مختلف قوموں پر یہ عذاب اتفاقیہ واقعے نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے قوموں کی سزا کے لیے نازل فرمائے تھے اور تنبیہہ کی ہے کہ کوئی حکومت اپنی قوّت پر ناز نہ کرے اس سے پہلے اللہ نے بڑی جابر اور قوی قوموں کو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے مٹا دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ پہلے قوم کو مصائب میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ گناہوں پر نادم ہو، عاجزی کرے اور اصلاح اعمال کے ذریعے گناہ بخشوائے۔ اگر قوم پھر بھی تکبّر، ظلم، اللہ سے بے رُخی اور بے پرواہی اختیار کرتی ہے تو اللہ تعالےٰ مصائب سے بڑھ کر اونٹے عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔ کیا ہمارا کردار کچھ ایسا نہیں؟

پندرہ سالہ مصائب

گزشتہ پندرہ سال میں اسلامی ممالک مختلف جنگوں سیلابوں، خشک سالی، طوفانوں وغیرہ میں مبتلا ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ثبوت ہیں۔ سوائے ویت نام کی پُرانی جنگ کے پچھلے پندرہ سال میں جنگیں یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا براعظموں میں نہیں ہوئیں۔

۱۹۶۵ء میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگ ہوئی۔ ۱۹۶۶ء میں انڈونیشیا میں خانہ جنگی ہوئی جس میں لاکھوں مسلمان مارے گئے اور پریذیڈنٹ سوکارنو کی حکومت جاتی رہی۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے مصر، شام اور اردن پر حملہ کیا۔ اسلامی ممالک کے بہت سے حصے غصب کر لیے۔ اور قبلۂ اوّل مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان میں قوم عاد کے عذاب کی طرح زبردست طوفان آیا اور کئی لاکھ جانیں ضائع گئیں۔ ۱۹۷۱ء میں ہندوستان نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا۔ اور پاکستان کا یہ حصّہ جاتا رہا۔ ۱۹۷۳ء میں اسرائیل کی مصر، شام، اور اردن سے جنگ ہوئی۔ پاکستان میں زبردست سیلاب آیا جس سے شدید تباہی مچی، پاکستان مہنگائی کا شکار ہوا جو بڑھتی جا رہی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں قبرص میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوئی۔ پاکستان میں خشک سالی اور تربیلا ڈیم میں نقائص کی وجہ سے تقریباً چھ سو کروڑ روپے کے جمع شُدہ پانی سے محرومی ہوئی۔ ایک قطرۂ پانی نصیب نہ ہوا۔ ۱۹۷۵ء میں فلپائن کے مسلمانوں پر عیسائی حکومت کے مظالم اور فوج کشی ہوئی۔ پاکستان میں سیلاب اور شدید زلزلہ آیا۔ لبنان میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان زبردست خانہ جنگی شروع ہوئی۔ ۱۹۷۶ء میں پاکستان خطرناک سیلابوں میں گھرا ہوا ہے۔ ہزاروں گاؤں اور لاکھوں ایکڑ اراضی زیرِ آب ہے۔ کیا یہ عذاب کی صورت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔

مستقبل میں جنگ

کیا یہ اوپر کے سنگین واقعات ہمارے لیے باعثِ عبرت نہیں ہیں؟ دُنیائے اِسلام کا بڑا حِصّہ اسرائیل اور ہندوستان کے ساتھ ملحق ہے۔ یہ دونوں قومیں دنیا میں بڑی ظالم اور مکّار ہیں۔ اور اپنی مملکتوں کو پھیلانے کا مصمم ارادہ رکھتی ہیں۔ معمولی سیاست دان اور صاحبِ بصیرت مومن اِس بات کو دیکھ سکتا ہے کہ مستقبل میں جنگ کا نقشہ مشرقِ وسطیٰ میں ہی بن رہا ہے۔ بڑے ممالک کی پشت پناہی سے

یہ ممالک دُنیائے اسلام کے ساتھ جنگیں کرتے رہیں گے۔ اسلامی ممالک کو فوجی تیاری اور مادّی ترقی کے ساتھ ساتھ اعمال کی اصلاح، روحانی ترقی اور قوی ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کبھی بھی سوائے اللہ کے کسی دشمن کافر، نفس یا شیطان کے سامنے جھکنے کو تیار نہ ہو۔ ورنہ ان جنگوں، سیلابوں اور مصائب کا نزول ختم نہیں ہوگا۔

ملک کی ترقی میں رکاوٹ

ان جنگوں اور وباؤں کے پیشِ نظر کوئی ملک کیسے ترقی پذیر ہوگا۔ اس کی صنعتی اور زرعی پیداوار کیسے بڑھے گی؟ اس کی اقتصادی حالت کیسے بہتر ہوگی؟ اتنے نئے مکانات بنتے نہیں جتنے بارشوں اور سیلابوں سے گر جاتے ہیں۔ فصلیں تباہ ہوتی ہیں۔ سیم اور تھور بڑھتا ہے۔ لاکھوں ایکڑ زمین خراب ہوتی ہے۔ فیکٹریاں بند ہو جاتی ہیں۔ بے روزگاری اور بیماری بڑھتی ہے اور کروڑوں ڈالر یا روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ حکومت اور قوم کا قیمتی وقت اور بے بہا زر مرمتوں اور غیر ترقی کے کاموں پر صرف ہو جاتا ہے

ظاہری اور باطنی اسباب

ہر فعل یا واقعہ کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے وقوع کے ظاہری اور باطنی اسباب ہیں۔ اس لیے ان کی روک تھام کے لیے مادّی اور باطنی دونوں ذرائع ضروری ہیں۔ مثلاً بیمار کے لیے ظاہری علاج دوا ہے اور باطنی سبب اللہ کی طرف رجوع کرنا، دعا کرنا اور گناہوں کی بخشش مانگنا ہے۔ کیونکہ اکثر بیماری ہمارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ کافر کا صرف دوا پر یقین ہے اور مسلمان کا ایمان یہ ہے کہ دعا اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ مسلمان کی کامیابی کا یہی راز ہے اور اس پر یقین محکم ہونا چاہیئے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط

حضرت عمرؓ کے زمانے میں سخت قحط پڑا، اور خوراک کی شدید قلّت ہو گئی۔ ایک صحابیؓ نے بکری ذبح کی تو اس میں سوائے خون، کھال اور ہڈیوں کے کچھ نہ پایا۔ اس صدمہ سے اس نے ایک چیخ ماری۔ "وا محمدا" اور پڑ کر سو گیا۔ خواب میں رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ عمرؓ کو میرا سلام کہہ کر کہو تم تو عقلمند تھے کیا ہوا۔ صحابیؓ نے اسی وقت حضرت عمرؓ کے مکان پر جا کر خواب کی اطلاع دی۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو بلایا اور پوچھا کہ میں آپ کی زندگی سے بدلا تو نہیں؟ سب نے کہا نہیں۔ انتظامات تو بہت اعلیٰ ہیں۔ اناج کے قافلہ کا پہلا اونٹ مدینہ میں ہے تو آخری اونٹ مصر میں تیار کھڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اللہ سے رجوع میں کمی رہ گئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے سب کے ساتھ مل کر دعا اور عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ نے بارشیں شروع کر دیں اور خشک سالی دُور ہو گئی۔ جب تک مادّی کوششوں کے ساتھ ساتھ ہم اللہ کی طرف رجوع نہ کریں گے۔ مصائب کے نزول کا خوف لاحق رہے گا اور مسلمانوں کی کامیابی ممکن نہ ہوگی۔

گناہوں سے بیماریاں، قحط، ظلم حکام

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں پانچ چیزوں سے کہ تم ان کو پاؤ:- (۱) جب کسی قوم میں فحاشی (یعنی شراب نوشی، بدکاری، ناچ گانے وغیرہ) اعلانیہ ہوں گے تو وہ طاعون یعنی وباؤں اور ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوگی جو ان کے پہلے لوگوں میں کبھی نہ ہوئی تھیں۔ (۲) جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی (یعنی تجارتی بدعنوانیاں، چور بازاری وغیرہ) کرے گی تو ان میں قحط، مصیبت اور ظلم حکام ہوگا۔ ۳- جب قوم زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ ان پر بارانِ رحمت کو روک دیتے ہیں۔ اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی۔ ۴- اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول سے عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیر قوم سے ان کے دشمن کو ان پر مسلط فرما دیں گے جو ان کے مال (یعنی دولت، تجارت، زراعت وغیرہ) کو زبردستی چھین لیں گے۔ ۵- جب مسلمان حاکم اللہ کی کتاب پر عمل نہیں کرتے اور جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں لڑائی کرا دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔ جب لوگ زنا اور شراب نوشی بے باکی سے کرتے ہیں اور گاتے بجاتے

ہیں تو اللہ کو آسمان پر غیرت آتی ہے اور زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال یعنی زلزلہ آتا ہے ۔ (ابن ماجہ)

ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ گناہوں کے عام ہونے سے کئی مصائب کا نزول ہوتا ہے ۔ کیونکہ ان مصائب کے اسباب قوم کی نافرمانیاں اور بداعمالیاں ہیں اس لیے ان کا علاج بھی اصلاح اعمال اور گناہوں سے بخشش مانگنا ہے ۔ ہم بیماریوں کے علاج کے لیے نئے ہسپتال، دوائیاں اور ڈاکٹر ضرور بنائیں مگر بیماریاں بڑھیں گی، کم نہیں ہونگی جب تک فحاشی اور عیاشی بند نہیں ہوں گی۔ مہنگائی بڑھے گی جب تک تجارتی بدعنوانیوں اور ملاوٹ کو سختی سے ختم نہیں کیا جائے گا۔ دولت ، تجارت اور زراعت چھنے گی۔ جب تک اللہ سے عہد شکنی اور نافرمانی رہے گی۔ قوم میں نفاق ختم نہیں ہوگا ۔ جب تک اللہ کے نازل کردہ احکام کا نفاذ اور اجراء نہیں ہوگا ۔ فقر اور غضب الہٰی ہوگا جب تک شراب نوشی ، بدکاری اور گانے بجانے کے سٹیڈیوں اور کلبوں کو ختم نہیں کیا جائے گا ۔ کیا یہ غریب عوام کی خدمت کے ادارے ہیں جن کا قیام ضروری ہے ؟

مصائب سے نجات

مصائب سے نجات کے متعلق اللہ تعالیٰ کے یہ ارشاد ہیں :- ۱- اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز عذاب نہیں دیں گے اگر وہ گناہوں سے بخشش مانگتے رہیں (۳۳-انفال)۔ ۲- اور البتہ ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا ۔ مگر وہ لوگ اپنے رب کے سامنے نہ تو گڑگڑائے اور نہ ہی عاجزی کی ۔ یہاں تک کہ جب ہم سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہ حیرت زدہ ہو جائیں گے (۲۳-۷۷)۔ ۳- اور ڈرو ایسے فتنے سے جو صرف ان تک جو تم میں ظالم ہیں محدود نہیں رہے گا ۔ بلکہ دوسرے (نیک لوگ) بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔ (۸: ۲۵) ۔ ۴۔ پس اگر وہ (یونس علیہ السلام) تسبیح کرنے والے نہ ہوتے ۔ البتہ وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے (۱۴۴-الصّٰفّٰت)

اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیات میں پرزور الفاظ میں بتا دیا ہے کہ اگر قوم اصلاح اعمال کے ساتھ عاجزی کرے گی اور گناہوں کی بخشش مانگے گی تو اللہ تعالیٰ ہرگز مصائب و عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے ۔ اگر فحاشی ، عیاشی اور ظلم عام ہوگا تو ظالم کے ساتھ نیک لوگ بھی پس جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اہم ذمہ داری سے روگردانی کی اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے کوئی کوشش نہ کی ۔ اُن کی نیکی صرف ان کی ذات تک محدود رہی ۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو تین دن کے بعد مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور فرمایا کہ اگر وہ تسبیح لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ نہ کرتے رہتے تو مچھلی کے پیٹ میں رہتے ۔ اگر اللہ کے پیارے نبی کی نجات گناہوں سے بخشش مانگنے کے بغیر نہیں ہوتی تو ہماری نجات کیسے ممکن ہے ؟ جب تک ہم دل سے نادم نہ ہوں۔ گناہوں کو چھوڑ کر توبہ اور عاجزی نہ کریں۔ مصائب کی روک تھام کے لیے دنیاوی ذرائع اختیار کرنا ، پلاننگ و تدبیر کرنا جیسے جدید اسلحہ سازی ، اعلیٰ فوجی تیاری ، ڈیم ، بند وغیرہ بنانا لازم ہیں۔ اللہ کے ارشاد کے مطابق مصائب کے وقوع پر وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ (اور مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ) پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہونا اور عاجزی سے مدد مانگنا ، اعلیٰ حوصلہ اور صبر کا مظاہرہ کرنا جو مسلمان کی شان ہے اور نماز ادا کرنا جو قلب پر تسکین نازل ہو اور غم جاتا رہے ۔ کیا ہمارے اکابر اور ہر مسلمان عاجزی سے اللہ کی مدد مانگ رہا ہے اور نماز ادا کر رہا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے لیے اصلاحات

ہمیں اللہ کے ان احکام پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ کی اطاعت میں انعامات کی عطا ہوتی ہے اور نافرمانی سے غضب الہٰی اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ انہی سے روحانی اور مادی ترقی و کامیابی کی راہیں نکلتی ہیں۔ اس لیے ان مصائب سے نجات کے لیے اصلاح معاشرہ لازم ہے ہر اسلامی حکومت کو اصلاح معاشرہ کے لیے فوراً اصلاحات جاری کرنی چاہئیں۔ ان اقدامات کو معمولی سمجھ کر پس پشت ہرگز نہ ڈالنا چاہیے ۔ ہر حکومت کی جائز مادی اصلاحات

اپنی جگہ قابل تعریف ہیں مگر یہ ہرگز مصائب کا حل نہیں ہیں۔ دینی تحفظ ہمارے لیے زندگی اور موت کا سوال ہے۔

سعودی عرب کی مثال

ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو مصائب سے نجات دی ہے۔ سعودی عرب نے جرائم کی روک تھام کے لیے شرعی قوانین نافذ کئے ہیں۔ نماز کو قائم کیا ہے۔ اور اوقاتِ نماز میں تمام دکانیں اور کاروبار حکماً بند کر دیے جاتے ہیں۔ بیوہ اور یتیموں کی پرورش حکومت کے ذمہ ہے وغیرہ۔ کیا ہم سعودی عرب کے نقش قدم پر نہیں چل سکتے؟ کیا ہم ابتداً فی الفور ان کے نافذ کردہ شرعی قوانین نافذ نہیں کر سکتے؟

ایک اشکال یہ ہے کہ غیر مسلم مصائب میں کیوں مبتلا نہیں ہوتے؟ اللہ تعالیٰ کافر کو جو اپنی سرکشی اور بغاوت میں مست ہے، جلد پکڑا نہیں کرتے تاکہ اس کا جرم اور ظلم تکمیل کو پہنچ جائے اور وہ سزا کا پورا مستحق ہو جائے۔ پھر آخرت میں اس کو زبردست عذاب دیا جائے گا اور کبھی یہ عذاب دُنیا میں بھی ملتا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کو اصلاحِ اعمال کے لیے پیٹتا ہے۔ غیر کے بیٹے کو سزا نہیں دیتا۔ اللہ کو اپنے کلمہ گو بندے سے بڑی محبت ہے۔ اس لیے اس کو مصائب سے تنبیہ فرماتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کرام پر مصائب گناہوں کی وجہ سے نہیں آتے بلکہ آزمائش، ترقی درجات اور مثالی زندگی پیش کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے سمجھ لو کہ یقیناً اولیاء اللہ پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ ان کے قلوب کو کامل تسکین ہوتی ہے، کافر اس سے محروم رہتا ہے۔

اسلامی ممالک اور پاکستان پر بار بار مصائب اللہ تعالیٰ سے بے پرواہی، غفلت اور نافرمانی کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ مصائب اتفاقیہ واقع نہیں ہوتے ہیں۔ کیا ہمارے مسلمان اکابر اور دانشور اس بات کو مانتے ہیں؟ پھر اس کے سدِ باب کے لیے کیا کیا؟ ارشادِ ربانی تو یہ ہے۔

اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یقیناً اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے (ابراہیم)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک یا دو بار آفتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر بھی باز نہیں آتے اور نصیحت نہیں لیتے۔ (توبہ۔ ۱۲۶)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں شکر ہے اور اللہ کی نافرمانی میں ناشکری ہے۔ اللہ کی پکڑ سے صرف وہی قوم بے فکر ہوتی ہے جس کی شامت ہی آئی ہو۔ (۹۹۔ الاعراف)

اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں یہ غلط نہیں ہو سکتے۔

بقیہ: شذرہ

نہیں کہ وہ ان مردانِ حر کے ساتھ یہ سلوک کریں۔

اور مرشد در خواستی کی گرفتاری! یا اللہ کتنا بڑا سانحہ ہے، احدیث یار کی تعلیم و تعلم میں ہمہ وقت مصروف۔ وقت کے اس جنید و بایزید کو نظر بند کرنا؟ سوچتا ہوں کہ کہیں اللہ رب العزت اپنے پیاروں کی اس توہین پر کوئی ایسا رنگ نہ دکھا دیں جس کی ہم تو کیا ہماری نسلیں بھی متحمل نہ ہوں —— بہرحال ہوش و تدبر کی ضرورت ہے۔

مجاہدہ و محاسبہ کے دس اصول

بندہ خدا کی قسم نہ کھائے چاہے سچ ہو یا جھوٹ عمداً ہو یا بھول کر جھوٹ سے پرہیز کرے نہ مذاق میں جھوٹ بولے نہ سنجیدگی میں جہاں تک ہو سکے وعدہ خلافی نہ کرے۔

مخلوق پر لعنت کرنے اور حقیر ترین چیز کو بھی دکھ پہنچانے سے اجتناب کرے۔

کسی کے لیے بھی بد دعا نہ کرے خواہ اس نے ظلم ہی کیا ہو۔

اہل قبلہ میں سے کسی کے شرک، کفر اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دے۔

ظاہری اور باطنی گناہوں کا محاسبہ کرے

اپنا بار کسی پر نہ ڈالے بلکہ دوسروں کا بار خود سنبھالے۔

صرف خدا پر توکل اور بھروسہ رکھے۔

تواضع اختیار کرے۔ تواضع سے مرتبہ کی بزرگی میں مضبوطی آتی ہے۔ (ارشادات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ

سیّد فضل الرحمان جعفری

برّصغیر پاک و ہند کی سرزمین علم و حکمت اور اخلاق و تقویٰ کا ایسا چمن کدہ ہے جس کے پھولوں کی مہک سے دُنیائے اسلام کی فضا معطر ہے اور جس کی رنگت نے انسانی فکر و خیال کو تازگی و رعنائی عطا کی۔ اسی چمن کدے کے ایک پھول کا نام کفایت اللہؒ ہے۔ یہ اخلاق و محبت کا ایسا مہکتا ہوا پھول ہے جس نے انسانی قلوب کی ویرانے اور وحشت ناک وادیوں میں اخلاق و تہذیب کا ایک گلستان آراستہ کر دیا ہے اور مایوس و نامراد دلوں میں امید و انبساط کا ایک سمندر اتار دیا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ برّصغیر کے مقتدر عالم تھے وہ ایک ممتاز دینی رہنما تھے۔ وہ عالمی مسلم سیاست کے اُفق پر ایک نجم تابندہ تھے۔ وہ تحریک خلافت کے فعال اور سرگرم کارکن تھے۔ وہ جمعیتہ علمائے ہند کے بانی رکن اور عارضی صدر تھے۔ انہیں مکّہ مکرمہ میں سلطان ابن سعود کی طلبیدہ عالمی مسلم کانفرنس میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔ انھوں نے قاہرہ میں فلسطین کانفرنس کی صدارت کی۔ وہ ہند کی سیاست میں ایک نمایاں اور منفرد مقام رکھتے تھے۔ اور ہر سیاسی تحریک میں شریک رہتے تھے۔ وہ جمعیتہ علمائے ہند کی صدارت پر ۱۹ سال تک فائز رہے۔

مفتی کفایت اللہ ۱۲۹۲ھ میں شاہجہان پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ عنایت اللہ ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ شاہی مراد آباد میں دو سال تعلیم پائی۔ پھر ۱۳۱۲ھ میں دیوبند میں داخل ہو گئے۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود الحسن تھے۔ مفتی صاحب کے تعلیمی زمانے میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت انور شاہ کشمیری، مولانا محمد شفیع [illegible] دیگر ممتاز ہستیاں بھی زیر تعلیم تھیں۔ جن میں مولانا محمد قاسم دیوبندی، مولانا امین الدین بانی مدرسہ امینیہ شامل ہیں۔ مفتی صاحب تین سال دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے۔ قیام دارالاقامہ میں تھا۔ آپ بے حد ذہین تھے۔ اپنی محنت و ذکاوت سے اپنے ہم سبقوں پر سبقت لے جاتے تھے۔ باپ بہت غریب تھے اس لیے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کر سکتے تھے اس لیے آپ نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے ایک ہنر سیکھا چنانچہ مراد آباد اور دیوبند میں تاگے کی ٹوپیاں کروشیا سے بُنتے تھے اور انہیں بیچ بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ طبیعت بہت خود دار اور غیور تھی۔ اس لیے دستِ سوال کبھی دراز نہ کرتے تھے۔ عطیات اور بخششوں کو بھی کبھی قبول نہ کرتے تھے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جب مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان وارد ہوئے تو مہتمم مدرسہ امینیہ مولانا امین الدین فوت ہو چکے تھے۔ چنانچہ ۹ رشوال ۱۳۳۸ھ میں آپ نے مفتی کفایت اللہ کو ایک عظیم جلسۂ عام میں مدرسہ کے مہتمم ہونے کا اعلان فرمایا۔ مدرسہ امینیہ میں مفتی صاحب نے بڑی اصلاحات کیں اور اپنی پُوری توانائیاں اور علمی صلاحیتیں اس دبستان کو ترقی دینے میں صرف کیں اور تقریباً پچاس سال تک اس درسگاہ کی خدمت کرتے رہے۔ علم حدیث کا درس دینے کے علاوہ فتوےٰ نویسی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کو مدرسہ سے بیس روپے ماہوار۔ پھر ۱۳۷۰ھ میں ڈھائی سو روپے ہو گئی۔ جس زمانے میں آپ کی تنخواہ چالیس روپے تھی اس وقت مدرسہ عالیہ کلکتہ نے آپ کو پانچ سو روپے ماہانہ کی پیشکش کی۔ مگر آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ :-

"وہاں ضمیر کی آزادی میسر نہیں ہو گی۔ اور یہ بات دین کی خدمت میں رکاوٹ بنے گی"۔

مسیح الملک حکیم [illegible] کی تحریک پر نظام دکن نے آپ

[illegible]

اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ :-

"یہ چیز میرے ضمیر کے خلاف ہے اور میری حق گوئی اور بے باکی کی راہ میں رکاوٹ ہو گی۔"

مولانا کو فتوے نویسی میں بڑا عبور تھا۔ پچاس سال کے عرصہ میں آپ نے لاکھوں فتوؤں کے جوابات دیے۔ یہ فتاویٰ بلاشبہ فقہ اسلامی کا لاثانی اور مایۂ افتخار گنجینہ ہیں۔ آپ اخلاقِ حمیدہ کا بہترین نمونہ تھے۔ بڑے سنجیدہ اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ خود دار اور غیور اس بلا کے تھے کہ بچپن سے ٹوپیاں کاڑھ کاڑھ کر روزی کماتے تھے اور اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالتے تھے۔ آپ نے سفر میں جیلوں میں اور ہر مقام پر اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کی خدمت کی اور اسے اپنے لیے بڑا اعزاز سمجھا۔ جیل میں قیدیوں کے بوسیدہ کپڑے سیا کرتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں جب آپ موتمر عالم اسلامی میں شمولیت کے لیے جمعیۃ علماء کا وفد لے کر تشریف لے گئے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹوں کے سفر میں یہ حالت تھی کہ جب تمام ساتھی تھک کر سو جاتے تو آپ ان کے لیے کھانے پینے کے بندوبست میں لگ جاتے اور بعض مواقع پر خرچ خود برداشت کرتے۔ جمعیۃ پر زیادہ بار نہ ڈالتے۔ یہ واقعات آپ کی سیرت کے ایسے روشن اور روح پرور پہلو ہیں جو ایمان و یقین کی اصل روح ہیں۔ جن سے باطن کو جلا ملتی ہے اور ضمیر کو غذا ملتی ہے۔ اور روح کو بالیدگی میسر آتی ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ مفتی کفایت اللہؒ کا وجود اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت تھے مگر خود کسی کو بیعت نہیں کیا جب کوئی اس غرض کے لیے حاضر ہوتا تو مولانا تھانویؒ، مولانا رائے پوریؒ یا مولانا الیاسؒ کے پاس جانے کی ہدایت کرتے۔ انکساری اور تواضع اور خدمت کا ایسا جذبہ تھا کہ ہر شخص کو ہر وقت آنے کی اجازت تھی۔ آدھی رات کو لوگ فتوے لینے آتے تھے لیکن کبھی حضرت کو ان کا آنا ناگوار نہ ہوا۔ کبھی کسی کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانے دیتے۔ حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت بھی اگر کوئی ضرورت مند آتا تو دسترخوان چھوڑ کر اس کی ضرورت پوری کرتے۔ طبیعت بہت غیور تھی اس لیے اپنی حاجت کبھی کسی کے سامنے نہیں پیش کی۔ کوئی رعایت قبول نہ فرماتے، کسی کے احسان مند نہ ہوتے۔ کسی سے اپنی غرض ظاہر نہ فرماتے۔ ایک بار ایک دکان سے کوئی چیز خریدی۔ دکاندار نے کہا۔ حضرت یہ ہے تو قیمت پندرہ روپے، لیکن آپ سے دس روپے لوں گا۔" آپ کے پاس صرف دس روپے تھے۔ گھر واپس آئے اور اپنے شاگرد کے ذریعہ پورے پندرہ روپے بھجوائے۔ آپ میں شہرت اور عزت کی طلب نہ تھی۔ آپ نام و نمود سے سخت بیزار رہتے تھے۔ آپ جاہ و دولت سے بہت دور رہتے تھے۔ دراں حالیکہ آپ علم و تقویٰ اور اخلاق و احسان کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں آپ کی صلاحیت و قابلیت اور موانست و متانت کا چرچا تھا۔ اپنی اخلاقی خوبیوں اور سادگی و قناعت اور خدمت و اطاعت کے باعث آپ لوگوں کے دل میں اتر گئے تھے۔ بلاشبہ یہ تمام صفات و حسنات حضرت شیخ الہندؒ کے فیوض و برکات کی رہینِ منت تھیں۔ اخلاق و تواضع میں آپ اپنے استاد کے نقشِ قدم پر تھے اور بے حد محبوب خلائق تھے۔

آزادیٔ وطن کی تحریک میں آپ نے ہمت و استقلال کے بڑے جوہر دکھائے۔ خلافت کمیٹی کی خدمت میں آپ نے بے حد استقامت سے کام لیا اور جمعیۃ علمائے ہند کی قیادت و رہنمائی میں آپ نے بڑے خلوصِ نیت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی ذہانت آپ کی ذکاوت، آپ کی معاملہ فہمی۔ آپ کا تدبر و تفکر منفرد اور مثالی تھا۔ خدائے بخشندہ نے جو اخلاقِ فاضلہ کی دولت عطا کی تھی اس میں آپ کا کوئی حریف و مثیل نہ تھا۔ آپ بلند مرتبت مفتی تھے۔ زیرک اور دور اندیش سیاست دان تھے اور اعلیٰ درجہ کے مدرس تھے۔ علمی کمالات اور اخلاقی صفات کے ساتھ آپ کو خطاطی کے فن میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی۔ حضرت مفتی کفایت اللہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث تالیف و تصنیف کے کاموں میں زیادہ دلچسپی لے سکے۔ تاہم آپ نے بچوں کے لیے آسان سادہ اور سلیس زبان میں تعلیم الاسلام کے نام رسالے تصنیف کئے جو

ایمان و عقائد، اخلاق و احسان کا مرقع ہیں۔ یہ رسالے اس قدر مقبول ہوئے ہیں کہ انہیں برّصغیر کے مدرسوں میں بطور نصاب داخل کیا گیا ہے اور ان کا انگریزی اور پشتو میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ بات بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز ہے کہ مفتی صاحب مرحوم یا ان کی اولاد نے اس شہرۂ آفاق تصنیف کا کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس کے علاوہ آپ نے قادیانیت کی رد میں ایک رسالہ البرہان جاری کیا۔ روض الریاحین آپ کے مشہور عربی قصیدہ کا نام ہے جو اپنے شاعرانہ کمال، عالمانہ جمال اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بہت پسند کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب مرحوم کے فتوؤں کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مدلل اور مختصر ہوتے تھے اور سائل کو تشفی بخش جواب دیتے تھے۔ ایک بار بلیک مارکیٹ کے بارے میں کسی نے فتویٰ طلب کیا تو جواب دیا کہ "بلیک مارکیٹ کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں مخلوق کے ساتھ ناانصافی اور بے رحمی ہے اور جھوٹ بولنے کا بھی قوی امکان ہے۔"

آپ کے فتوے عام لوگ بے حد پسند کرتے تھے اور سرکاری عدالتیں بھی اس سے استفادہ کرتی تھیں، اور مسلمانوں کے نکاح و طلاق کے مسائل میں تو آپ ہی کے فتوے سند جانے جاتے تھے۔

مولانا سید فیض الحسن مرحوم حضرت مفتی صاحب کے ہم سبق تھے۔ وہ ایک واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"مراد آباد میں حضرت مفتی صاحب اور میں نے ساتھ پڑھا ہے۔ شرح وقایہ کے اسباق میں ہم بھی دونوں ساتھ تھے۔ میں نے دیکھا کہ مفتی صاحب سبق سے بے پرواہ ہو کر سب طلبا کے پیچھے بیٹھے رہا کرتے تھے اور کبھی کبھی سبق کے اوقات میں بھی ٹوپی پہنے رہتے تھے، لیکن سمجھ اور حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی مسئلہ میری سمجھ میں نہ آتا تو مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا مفتی صاحب کتاب کی بعینہ وہی تقریر فرما دیتے جو حضرت استاد سے سنی تھی۔"

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی حضرت مفتی صاحب کے ہم سبق تھے۔ وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے کوشش کی کہ اپنے ہم سبقوں پر سبقت لے جاؤں، امتحان کے موقع پر شرح زاہد رسالہ کا پرچہ تھا۔ ایک سوال کا جواب میں نے بڑی عمدگی سے دو صفحے میں لکھا۔ اسی سوال کا جواب مفتی صاحب نے نصف صفحہ میں لکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ اس پرچہ کے ممتحن تھے۔ آپ نے دونوں کو مساوی نمبر دیئے اور فرمایا:۔

"آدھے صفحہ کا مضمون اپنے وزن کے لحاظ سے دو صفحے والے مضمون سے کم نہ تھا۔"

عزتِ نفس اور خودداری کا یہ عالم تھا کہ ایک روز میاں سر فضل حسین حکومت برطانیہ کا یہ پیغام لے کر آئے کہ آپ سیاسیات سے صرف الگ رہیں۔ حکومت برطانیہ کی حمایت نہ کریں اس کے صلہ میں آپ کو مدرسہ صفدر جنگ کی شاہی عمارت ہبہ کر دی جائے گی۔ مفتی صاحب نے بڑی بے نیازی سے فرمایا "میں آزادیٔ وطن کی تحریک میں ذاتی مفاد کے لیے شریک نہیں ہوا ہوں۔ کوئی لالچ میرے ضمیر کو دبا نہیں سکتا۔"

حضرت مفتی کفایت اللہ مرحوم جو وقار، متانت، زہد و تقویٰ، خودداری اور سادگی، علم و مروّت، حق گوئی اور بُردباری، صبر و استقامت میں اپنے دور میں بہت ممتاز و منفرد تھے۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے +

(اے۔ پی۔ پی فیچر سروس)

اعلان

بعض ناگزیر مجبوریوں کے پیش نظر ماہ رواں کا تبصرہ نہیں چھپے گا۔

مزید یہ کہ جو ایجنٹ صاحبان یکم جون تک رقوم ارسال نہیں کریں گے ان کی ایجنسیاں بند کر کے نام شائع کر دئے جائیں گے

جانباز مرزا (مدیر تبصرہ)

سیّدُ الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

ظہورِ رحمت

ظہیر احمد تاج

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃٌ للعالمین تشریف لے آئے

۱۲؍ربیع الاوّل روز دوشنبہ مطابق ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء کی مبارک صبح گلشنِ عالم میں نسیم جاں فزا کے ساتھ ایک سرمدی بہار کا روح پرور پیغام لے کر رونما ہوئی۔ انوارِ سعادت کے جلوہ آرا ہوتے ہی ضلالت کی تاریکیاں غائب ہو گئیں۔ کفر و شرک کے اندھیرے دور ہو گئے اور ظلم و انظلام کے بادل چھٹ گئے۔ زمانہ کی گردشیں، لیل و نہار کے انقلاب، عرش و فرش کی بزم آرائیاں، ماہ و انجم کی شب بیداریاں، گلستانوں کی تازگی، گلوں کی شادابی، ابراہیم علیہ السلام کی رضا، یوسف علیہ السلام کا جمال، ایوب علیہ السلام کا صبر، سلیمان علیہ السلام کی شوکت، موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی اور مسیح علیہ السلام کی روحانیت اس صبح کی خاص ادا پر نثار ہونے لگیں۔

دنیا بھر کی تعریفوں کے ساتھ محمدؐ اور احمدؐ کے اسمائے گرامی سے موسوم کائنات کے محسنِ اعظم، رحمتِ دوعالم، بشیر، نذیر، سراج منیر، خاتم النبیّین، صاحبِ دولت سرمدی، یتیموں کے والی، بیواؤں کے وارث، کمزوروں کے ساتھی، غلاموں کے آقا، مزدوروں کے لیڈر اور بھٹکے ہوؤں کے راہنما، ضلالت کے ظلمت کدوں پر ضیا باری فرماتے ہوئے جلوہ افروزِ عالم ہوئے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمًا اَبَدًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

بشارتِ عظمیٰ

آپؐ بشارتِ عظمیٰ تھے۔ ویدوں کے، توریت اور زبور کے، انجیل اور تمام الہامی کتابوں کے۔ ویدوں نے آپؐ کو جگت گرو (سرورِ عالم) محامد، محمت اور کلنکی اوتار کے نام سے یاد کیا ہے۔

آپؐ کے والد صاحب کا نام وشنو بھگت (عبداللہؓ) والدہ صاحبہ کا نام سمانی (آمنہؓ) جگہ پیدائش سالمدیپ (عرب) اور تاریخ پیدائش بارہویں دن (سوموار) لکھا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے آپؐ کو صاف طور پر محمدؐ کے نام سے یاد فرمایا ہے (کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ آیت ۱۰-۱۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپؐ کو فارقلیط کہا جس کا عربی ترجمہ محمدؐ ہے۔ یوحنا یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آپؐ کو وہ نبی کہا ہے (یوحنا باب ۱۰ ۳۴) جسے آنحضرتؐ، النبی، الرسول یا دی پروفٹ THE PROPHET کہا جاتا ہے۔ جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔ مہاتما بدھ نے آپؐ کو میتریا کے نام سے پکارا جس کے معنی رحمت کے ہیں (اخبار لیڈر الٰہ آباد ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء) اور رحمۃٌ للعالمین صرف آپؐ کی ذات مقدس ہے۔

رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ نہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے رحمت تھے بلکہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ ماضی و مستقبل کے تمام انسانوں کے لئے، جانداروں کے لئے بلکہ نبیوں اور فرشتوں کے لئے رحمت اور محسنِ اعظم بن کر جلوہ آرائے عالم ہوئے۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام سے الزامات کو مٹایا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی عفت ثابت کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوزیشن کو صاف کیا اور فرشتوں کی شخصیت کو واضح کیا۔

ثابت قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دنیاوی علائق اور دنیاوی امداد کی قطعگی آپؐ کی مبارک زندگی کے ہر سال بلکہ اکثر اوقات میں پائی جاتی ہے۔ مگر اللہ رے ثبات و استقلال مصیبت کے سخت سے سخت وقت میں صرف اللہ کی امداد پر بھروسہ رکھا۔ کفارِ مکہ سے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

"خدا کی قسم اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دو تب بھی اپنے فرائض سے باز نہ آؤں گا۔

ابولہب کی ایذارسانی، ابوجہل کی تکلیف دہی، عقبہ ابن ابی معیط کا آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گھسیٹنا اور طائف میں پتھروں کی بارشیں وغیرہ وغیرہ اس استقلال کی چٹان کو ایک انچ بھی اپنے عزم آہنی سے ادھر ادھر نہ کر سکیں۔

مزدوروں کا رہنما نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کثیر تعداد خدام رکھنے کے باوجود آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کام خود کیا کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیتے تھے۔ جوتا گانٹھ لیتے تھے۔ بکریاں چرانا آپ کا محبوب مشغلہ رہ چکا تھا۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ لباس فاخرہ نہ پہنا۔ کھری چارپائی اور خاک نشینی پسند خاطر تھی۔ غذا اکثر نان شعیر ہوتی تھی۔ کسی جانثار سے کبھی کوئی ذاتی فائدہ نہ اٹھایا۔ مٹھی چاپی تک گوارا نہ تھی۔ مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح پتھر اٹھا اٹھا کر لگائے۔ غزوہ احزاب میں بیس روز تک خندق کھودنے میں مصروف رہے۔ غذا کی کمی کی وجہ سے خود بھوکے رہے اوروں کو کھلایا۔ پیٹ پر پتھر باندھے اور برابر کام میں لگے رہے۔ اعتدال پسندی دیکھئے کہ ایک ایسے پتھر کو چھوڑ کر جو کسی سے نہ ٹوٹتا تھا۔ خندق کو ذرا ٹیڑھا کر کے کھودنا پسند نہ کیا۔ آخر اس چٹانی پتھر کو خود توڑا۔ اور مزدور مسلمانوں کو دنیا بھر کے خزانوں کے حاصل ہونے کی خوشخبری دی۔ طبیعت کی سادگی ملاحظہ ہو کہ نہ مال جمع کیا، نہ سامانِ آرام بوریہ اور کھجور کا تکیہ راحت کی بڑی چیزیں تھیں۔

سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام کا مطمح نظر جہاں اُخروی فوز و فلاح ہے وہاں خلافتِ ارضی، عالمگیر حکومت اور غالب بن کر رہنا بھی مسلمانوں کا فطری حق ہے۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ صرف مردِ مومن سے کیا گیا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر نے تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق دے کر اس لئے بھیجا کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دیں خواہ اسلام کا روئے زمین پر چھا جانا کافروں اور مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔ (القرآن)

چنانچہ دنیا کے شجاع ترین انسانوں اور سپہ سالاروں کے لئے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شجاعت و سیاست کے معرکوں میں حیرت و استعجاب کا ایک زبردست مرقع پیش کرتی ہے۔

غزواتِ بدر، احد، مکہ، خیبر اور تبوک وغیرہ میں آپ نے بنفس نفیس عساکر کی اس قابلیت سے قیادت فرمائی کہ دشمنوں کو بھی آپکی عظیم الشان سپہ سالاری کا اعتراف کرنا پڑا۔

آپ کی مبارک زندگی میں مسلمانوں کو ایک سو بیس معرکے پیش آئے۔ اور ہر معرکے میں آپ کے حسن تدبیر سے فتح و نصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

یہ آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے بارہ برس میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کئے۔

عورتوں کا محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

محسنِ اعظم نے عورت کو اس وقت انتہائی پستی سے نکال کر عروج کمال پر پہنچایا جبکہ وہ تمام اقوام و ملل کے نزدیک معیوب سمجھی جاتی تھی۔ سوسائٹی کے لائق نہ تھی اور جہالت کے پردے میں گم تھی۔ وہ بارہا گلشن ہستی میں پھول بن کر نمودار ہوئی مگر مرد کے دستِ ظلم نے ہر بار اسے مَسل کر پھینک دیا۔

اسے بے روح سمجھ کر ٹھکرایا گیا۔

وہ نظافت کا پیکر بن کر آئی مگر نا اہل نے اسے حقارت کی نظروں سے دیکھا۔

اس نے ماں بن کر مرد کو کلیجہ سے لگانا چاہا۔ مگر ظالم مرد پرے ہٹ گیا۔

اس نے بہن بن کر گود میں کھلانا چاہا۔ لیکن سنگ دل کا دل نہ پسیجا۔

اس نے بیوی بن کر مرد کی خدمت میں محبت و الفت کی سوغاتیں پیش کیں۔ مگر بے وفا مرد نے اسے جھڑک دیا۔

وراثت اور جائیداد اس کے لئے نہ تھی۔ بلکہ وہ خود ورثہ اور جائیداد تھی۔

روما کی سرزمین سے آواز آئی کہ عورت مرد کی زر خرید جائیداد ہے۔ وہ کسی کی ضامن نہیں بن سکتی۔ وصیت نہیں کر سکتی۔ اسے کوئی عہدہ نہیں مل سکتا۔

ہندوستان نے کہا کہ مرد کے مرنے پر عورت کو بھی ستی ہو جانا چاہیئے۔

ایسے حالات میں یکایک فاران کی چوٹیوں سے رحمۃ اللعالمین کے روح پرور اور محبت آفرین نغمے سنائی دیئے۔ جنہوں نے عورت کو مستقل حیثیت دی۔ سوسائٹی کے لائق بنایا یا مرد کے برابر حقوق دیئے۔

وراثت میں حصہ دلایا، حریتِ علم، حریتِ ضمیر اور حریتِ فکر کی دولت عطا کی۔ مردوں کی نظر میں اس کے وجود کو قابلِ عزت احترام کے ساتھ محترم بنایا مردوں کو طلاق کے حقوق دیئے اور عورتوں کو خلع کی اجازت دی۔

غلامی کا فاتح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت غلاموں پر جو ظلم روا رکھے جاتے تھے۔ اظہر من الشمس ہیں اور غلامی کی جو کایا آپ نے پلٹی۔ وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت زیدؓ کون تھے جن کی شادی آپ نے اپنی پھوپی زاد بہن زینب سے کی۔

حضرت اسامہؓ کون تھے جو سترہ سال کی عمر میں اسلامی عساکر کے فیلڈ مارشل بنے۔

طارقؒ کون تھے جنہوں نے ۱۹ سال کی عمر میں سپین کو فتح کیا اور مشرق و مغرب کی ملتی ہوئی سرحدوں پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

جن کے نام پر جبل الطارق (جبرالٹر) آج تک مشہور ہے۔

محمد بن قاسم کون تھے۔ جنہوں نے سترہ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کیا۔ مصر اور ہندوستان میں خاندانِ غلامان کیا تھے۔ کیا یہ سب کے سب نسلاً غلام نہ تھے؟

لیکن آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات سے بڑھ کر ان کی عزت افزائی فرمائی اور انہیں اس مرتبہ پر پہنچایا جس پر وہ خود نہ پہنچ سکتے تھے، بلکہ وہ درجہ دیا جو آزادوں کو نصیب نہ ہو سکا ؎

جو کرتی ہے جہانگیری محمد کی غلامی کر
عرب کا تاج سر پر رکھ خداوندِ عجم ہو جا

تاجر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، محنت اور سچائی تین اصولوں پر پورے استقلال کے ساتھ عمل کرنا ضروری ہے۔

جامع صفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اصولِ معاشیات اور قوانینِ تجارت میں بھی سرخیلِ تجار نظر آتے ہیں۔

تفویضِ نبوت سے پہلے ہی آپ کو حسنِ معاملگی اور دیانت کی روشن صفت کی وجہ سے "امین" کا خطاب مل چکا تھا۔

آپ کی کامیاب تجارت اور معاملات میں خوش سلیقگی کی وجہ سے عرب کی معزز رئیسہ حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپ کو اپنا رفیقِ زندگی بنانے کی تحریک شروع ہوئی۔ شرکائے تجارت میں سے قیس بن سائب اور عبداللہ ابن الحسما کا بیان ہے کہ شرکاء کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت صاف رہتا تھا اور کبھی کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا ارشاد ہے۔

"مجھے خلعتِ نبوت اس وقت تفویض فرمایا جا چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کا ابھی ہیولیٰ تیار ہو رہا تھا"۔

دوسری حدیث میں فرمایا،

"نبوت کے محل کے مکمل ہونے میں ایک اینٹ کی کمی تھی۔ میں نے ظاہر ہو کر اس جگہ کو پُر کیا"۔

تیسری حدیث میں ہے،

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

ترجمہ۔ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔

گویا آپ مکانی اور زمانی دونوں لحاظ سے سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ اس کی مثال ایک دائرہ کی ہے۔ جو آپ سے شروع ہوا اور آپ پر ہی ختم ہو گیا۔ ؏

یہی دائرہ خاتَم (انگوٹھی) ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے قرآنِ عظیم میں فرمایا کہ آپ خاتَم النَّبِیّٖن ہیں۔ قدیم زمانہ سے رواج چلا آتا ہے کہ دستاویزات کی تکمیل مُہر لگا کر کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے اہم دعوت نامے جاری فرمائے ان سب کے آخر میں آپ کی انگوٹھی کی مُہر ثبت ہے۔ اب ظاہر ہے کہ سلسلۂ نبوت میں کسی نئے نبی کی گنجائش نہ رہی۔

آپ کی تعلیم

انسان کے قوائے مخفیہ کے اظہار اور قوانینِ فطرت پر چلنے کے لئے توحید کا تخیل انسان کے لئے لازمۂ حیات ہے۔ آپ کی بعثت سے پہلے توحید کا تخیل دنیا بھر میں کہیں بھی صحیح طور پر انسان کی اجتماعی زندگی میں شامل نہ تھا۔ آپ نے آکر بتایا کہ انسان خدا کے بعد تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو مرعوب نہیں کر سکتی۔ آپ کے پیغام نے اقوامِ عالم میں ایک زبردست سیاسی بیداری، اخوتِ کامل، حریتِ فکر اور مساواتِ فکری پیدا کر دی۔ آپ کے دامن میں اُمتوں کے نہ صرف نظریئے بدل گئے بلکہ

تمام انسانیت [illegible] تبدیل ہوگئی پتھروں، آگ، پانی اور چاند سورج کے بجائے خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ فطرت کے صحیح معیار پر خلافتِ ارضیہ قائم ہوئی اور مساواتِ انسانی پہلی مرتبہ اپنے اوجِ کمال کو پہنچی ؏

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

آپؐ کے نام لیوا

جس طرح پروانہ شمع پر، چکور چاند پر، بھونرا پھول پر، بلبل گل پر فدا ہے اور جس طرح سورج اپنی کرنوں پر، چاند اپنی چاندنی پر، آئینہ اپنے صفا پر، پھول اپنی خوشبو پر ناز کرسکتا ہے ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر آپؐ کے نام لیوا آپؐ کی ناموس پر کٹ مرنے کو اپنی عزت سمجھتے ہیں اور آپ کی یاد ان کے لئے آبِ حیات کا سرچشمہ ہے۔ تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق ان جانباز مسلمانوں کی سرفروشیوں کا مرقع ہے۔ جو آپؐ کا علم بلند کرتے آپؐ کی تعلیم کو پھیلاتے اور دعوتِ اسلام کو عام کرتے ہوئے ذات والا پر نثار ہوئے۔ غزوہ احد کا واقعہ ہے کہ حضرت عمارؓ بن زیاد زخموں سے چور ہو کر گرے اور سرکتے سرکتے نبی معظمؐ کے قریب پہنچے۔ اپنے چہرے کو پائے مبارک سے لگایا اور جان بحق ہوگئے۔ دشمنانِ اسلام حضرت زیدؓ کو گھسیٹتے ہوئے مقتل کی طرف لے گئے۔ اور آخری مہلت دے کر کہا کہ اگر تم چاہو تو تمہارے آقا کو گرفتار کرلیں اور تمہیں چھوڑ دیں۔ حضرت زیدؓ اس جملہ سے سخت برافروختہ ہوئے اور وہ سرفروشانہ جواب دیا جو ہمیشہ ہمیشہ مسلمانوں کے خون کو گرماتا رہے گا ؏

مجھے ناز اپنی قسمت پر ہو گر نام محمدؐ پر　　یہ سر کٹ جائے اور تیرا سراپا اسکو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا　　کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

حضرت خبیبؓ بن الارت کو شیفتگی رسول پاک کی پاداش میں جب دار پر لٹکایا گیا تو انہوں نے سرِ دار اعلان کیا "میں حضرت محمدؐ کے پیغام کو پہنچاتا ہوا قربان ہو رہا ہوں اس لئے مجھے پرواہ نہیں کہ دشمن مجھے دائیں کروٹ لٹا کر شہید کریں یا بائیں کروٹ لٹا کر"

شانِ والاؐ

آقائے دوجہاں کی صفات مجموعۂ کمالاتِ انبیاء و اولیاء ہیں اور فلاح دارین پر مشتمل۔ آپ بیک وقت مالکِ تاج و نگین تھے اور خاک نشین بھی۔ عابد شب زندہ دار تھے اور شہنشاہ

آرائے جہاں تھے اور زاویہ نشین بھی، سب سے بڑھ کر سخی تھے اور سب سے زیادہ قناعت پسند مسکین بھی، اعتدال پسند، صراطِ مستقیم کے راہ رو، انسانِ کامل، ہادیٔ بے مثل اور رہنمائے بے مثال تھے۔ تاجدارِ دوعالم کا ہر فعل بہترین نمونۂ عمل ہونے کے علاوہ سابقہ تمام حق پرستوں اور نفوسِ قدسیہ کے اعمال کا جامع ہے۔ آپ نے اگر شجاعت و سیاست کا درس دیا تو ترحم و شفقت اس کا پرتو تھا۔ اور اگر عدالت و انصاف کا سبق دیا تو محبت و الفت اس کا اثر ہوا۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اغیار کی نظر میں

(۱) انگلستان کا فاضل ادیب برنارڈ شا لکھتا ہے "دنیا کے تمام مسائل کے حل کی واحد صورت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کا فرمانروائے مطلق تسلیم کرلیا جائے"۔ (۲) ٹالسٹائی مشہور سوسلسٹ لیڈر لکھتا ہے۔ "میرے استاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔ (۳) مارگولیوس مشہور یورپی مصنف لکھتا ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور ان میں وہ رشتۂ اخوت قائم کیا جو خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط تھا"۔ (۴) سر ولیم میور لکھتا ہے۔ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کے لئے توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدت سے چھا رہی تھی کالعدم کردیا ہے"۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

انقلاب

جب مسلمان تمام قوموں میں سے ظلم اور جہالت دور کرنے کا پکا ارادہ کرلیں اور اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیں تو وہ ضرور غالب آئیں گے۔ یہی انقلاب ہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے گا۔ اور ان کی انقلابی جماعت چاہے وہ چھوٹی ہی ہو بہت بڑی اور تجاعی طاقت پر غالب آجائے گی کیونکہ اس انقلاب کی بنیاد علم و عقل اور عدل پر ہے۔

(حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ)



تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں۔
تبصرہ باری باری ہوگا۔

دریائے کابل سے دریائے یرموک تک

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً نے ۱۹۷۳ء میں کچھ وفود دنیائے اسلام کے مختلف ممالک میں بھیجے تھے جن کا مقصد ان ممالک کے حالات کا جائزہ لینا تھا۔

چنانچہ ایک وفد ہندوستان کے مشہور علمی و دینی خانوادہ کے گل سرسبد اور صاحب علم و قلم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی قیادت میں ترتیب دیا گیا جس نے ۲۴ر جون ۱۹۷۳ء سے ۲۰ر اگست ۱۹۷۳ء تک چھ مغربی ایشیائی ممالک کا دورہ کیا ان ممالک میں افغانستان، ایران، لبنان، شام عراق اور اردن شامل تھے۔

اس معلوماتی سفر کے بعد مصنف نے یہ سفرنامہ ترتیب دیا جو "من نھر کابل الی نھر الیرموک" کے نام سے دار الہلال ترکی کی طرف سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔ بعد میں مصنف نے اپنے بعض عزیزوں اور رفقاء کے سپرد یہ کام کیا کہ اسے اردو میں منتقل کیا جائے۔ چنانچہ ان باہمت نوجوانوں نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مصنف نے اس پر نظر ثانی کی۔ عربی ایڈیشن میں بعض چیزیں مثلاً فارسی اشعار وغیرہ جو حذف کر دیے گئے تھے شامل کر دئے اور اس طرح اردو زبان میں یہ معلوماتی سفرنامہ لکھنؤ سے شائع ہوا اب سال گذشتہ مولانا فضل ربی ندوی نے اپنے ادارہ کی طرف سے اسے اس خوبصورت انداز میں شائع کیا کہ معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری اور صوری خوبیوں نے ایک عجیب بہار پیدا کر دی ہے۔

مولانا علی میاں جنہوں نے یہ سفرنامہ ترتیب دیا ہے ایک پختہ کار اہل قلم ہیں اور بلاشبہ انہیں علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کی جانشینی کا شرف حاصل ہے۔ آپ شبلی و سلیمان علیہما الرحمۃ کی یادگار ندوۃ العلماء لکھنؤ کی خدمت کے ساتھ ساتھ تصنیفی محاذ پر بے پناہ خدمت کر رہے ہیں اور آپ کی متعدد کتابیں مختلف زبانوں میں شائع ہو کر دنیا سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

لکھنے کا خدا نے آپ کو بے پناہ ملکہ دیا ہے اور آپ کی ہر کتاب میں ایک قسم کی چاشنی ہے جو قاری کو بیساختہ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں آپ نے اس معلوماتی اور دعوتی دورہ کی ایسی مفصل ڈائری لکھی ہے جس کے ذریعہ ایک قاری ان ممالک کی دینی، فکری، سیاسی اور اقتصادی صورت حال کا بخوبی جائزہ لے سکتا ہے۔

ممکن ہے کہ کسی کو مصنف کے اخذ کردہ نتائج سے کہیں اختلاف ہو لیکن ایسا ہونا تو طبعی اور فطری بات ہے اور ایک زندہ معاشرہ کی زندگی کا راز اسی میں ہے۔

بہ حیثیت مجموعی یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر پڑھا لکھا نوجوان اس کا دقت نظر سے مطالعہ کرے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ اس دنیا میں اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔

یہ حسین اور خوبصورت کتاب اٹھارہ روپیہ میں مجلس نشریات اسلام ۱-کے-۳-ناظم آباد ملا کراچی ۱۸ سے دستیاب ہو سکتی ہے

رسائل ثلثہ!

حضرت العلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے علمی اعتبار سے جو مقام عطا فرمایا تھا اس کا صحیح اندازہ تو کسی کے بس میں نہیں، تاہم موصوف کے تفسیری حواشی، حدیث کی معرکۃ الآرا کتاب صحیح مسلم کی

نامکمل شرح کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک سمندر ہے جو ابل رہا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت موصوف نے مختلف مسائل پر قلم اٹھایا اور حقیقت یہ ہے کہ جس عنوان سے قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا۔

زیرِ تبصرہ مجموعہ جو ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور کے باہمت مالکان نے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ درج ذیل تین رسائل پر مشتمل ہے :۔

۱۔ ہدیہ سنیہ (۲) تحقیق الخطبہ (۳) سجود الشمس

پہلے رسالہ میں ۲ سوالات کا شافی جواب ہے جن میں سے ایک سوال مذاہب اربعہ سے متعلق ہے یعنی یہ کہ ان میں جو اختلاف اور تضاد ہے اس کے باوجود یہ چاروں برحق ہیں ؟ دوسرا یہ کہ جنّت و دوزخ کو تمثیلی قرار دینا اور حقیقت نہ سمجھنا کیسا ہے ؟

دوسرے رسالہ میں خطبہ جمعہ کے اردو میں پڑھے جانے کی بحث ہے اور اس سے متعلق چند سوالات و اشکالات کا شافی جواب ہے۔

تیسرے رسالہ میں سورج کے سجدہ کرنے کے ضمن میں مباحث ہیں اور وہ حدیث پاک جس میں سورج کے سجدہ کا تذکرہ ہے۔ اس پر مفصل بحث ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ مسائل انتہائی دقیق اور اہم ہیں۔ لیکن فاضل مصنف نے کمال طریق سے ان پر قلم اٹھا کر اہل ذوق پر احسان عظیم کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۳/۳۰ روپیہ میں دستیاب ہے امید ہے کہ اہل علم بھرپور طریق سے قدر افزائی کریں گے۔

آداب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کو حکیم امت تھانوی قدس سرہٗ جیسے اساطین نے نہایت پسند فرمایا اور متعدد مدارس کے ابتدائی نصاب میں شامل ہوا۔ زیر تبصرہ رسالہ یوں سمجھیں کہ اس کا نتیجہ ہے۔ ہوا یوں کہ حضرت مفتی صاحب کو امام غزالی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ ملا جس کا نام آداب النبی ہی تھا۔ اس میں جناب نبی کریم علیہ السلام کے اخلاق و شمائل حلیہ شریف اور معجزات کو بڑے اختصار سے جمع کیا گیا تھا لیکن کمی یہ تھی کہ اسانید مذکور نہ تھیں، کتب حدیث کا حوالہ نہ تھا۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ امام کی معروف زمانہ کتاب احیاء العلوم کا ایک حصہ ہے جس کو کسی صاحبِ ذوق و نظر نے علیحدہ چھپوا دیا ہے۔ چونکہ احیاء پر حافظ زین الدین عراقی قدس سرہٗ کی تخریج ہے۔ اس لیے اس میں آسانی سے روایات کے حوالے مل گئے۔ ان مراحل کے بعد حضرت مفتی صاحب نے اردو ترجمہ کی ٹھائی اور لفظی ترجمہ کی رعایت کے بغیر ایسا سلیس ترجمہ کر ڈالا تاکہ اصل میں سے کچھ باقی نہ رہے اور بلا کم و کاست مضمون منتقل ہو جائے۔ ساتھ ہی بعض مواقع پر آپ نے کچھ اضافے کئے، طویل عبارات میں اختصار کیا اور حوالے ساتھ ساتھ نقل کر دیے۔ اس طرح اخلاق و شمائل پیغمبر پر یہ قیمتی مجموعہ طیار ہو گیا۔

اسے ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور نے بڑی خوبصورتی سے چھاپا ہے۔ قیمت محض ۲/۷۰ روپے ہے۔ یوں تو ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن چھوٹے بچوں کو سبقاً یہ پڑھا دیا جائے تو انہیں اپنے عظیم ہادی و مرشد اور حضور قائد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات سے ابتدا ہی میں واقفیت ہو جائے گی جس سے بے پناہ فائدہ ہو گا۔

مناقب صدّیق اکبرؓ

جانشینِ پیغمبرؐ، خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت سے متعلق شعراء کرام نے بہت کچھ لکھا جو ہر زبان میں موجود ہے باہمت نوجوان حافظ محمد فاروق خان سعیدی نے اپنے ذوق کے مطابق ۸۰ صفحات کا یہ مجموعہ ترتیب دے کر ادارہ تبلیغ اہلسنت پاکستان ملتان (محلہ جال شیخ موسیٰ اندرون پاک گیٹ) کی طرف سے شائع کر دیا ہے۔ بعض چیزیں بلاشبہ معرکہ کی ہیں اور امام صدق و صفا، رفیق غار و مزار کے حضور بہترین خراج عقیدت !

آج کے دور میں شعر و شاعری کی شوقین دنیا اگر اس طرف متوجہ ہو جائے تو جہاں ذوق شاعری کی تسکین ہو گی وہاں اپنے اسلاف کی تاریخ اور کارناموں کا علم بھی ہو گا۔ قیمت تین روپے۔ (اسعد حامد)

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

بلا فصل صرف اک یہی جانشیں ہیں

حضرت سرشار کسمنڈوی مرحوم

انیسِ پیمبرؐ، رفیقِ پیمبرؐ ! وہ جانِ صداقت تھے صدیقِ اکبرؓ
نبیؐ نے ہمیشہ کیا فخر جن پر تھے اسلام سے قبل ان میں یہ جوہر

سوئے شرک و الحاد مائل نہیں تھے !
بتوں کی خدائی کے قائل نہیں تھے !

رسولِ خدا کی ادا بن کے چمکے ! شعاعِ جمالِ خدا بن کے چمکے
کہیں ماہِ صدق و صفا بن کے چمکے کہیں آفتابِ ہدیٰ بن کے چمکے.

منوّر یہی ہیں، سراپا منوّر !
یہی ہیں فروغِ جمالِ پیمبرؐ

ان ہی سے نمایاں ہدایت کی راہیں ان ہی سے درخشاں صداقت کی راہیں.
ان ہی سے منوّر ہیں ہجرت کی راہیں ان ہی سے معطّر رفاقت کی راہیں

یہی پہلے ھادی ہیں بعد پیمبرؐ !
تھا مقسوم تکمیلِ اسلام انہی پر !

یہی مرجِ دُربارِ دریائے رحمت ! یہی ضوفشاں اخترِ علم و حکمت
یہی چشمِ فطرت، یہی قلبِ فطرت ان ہی کے سہارے نظامِ محبت

یہی خضرِ منزل، یہی ناخدا ہیں
یہی پیشوا ہیں، یہی رہنما ہیں

ان ہی سے درخشاں جمالِ نبوّت ان ہی سے فروزاں جمالِ نبوّت.
ان ہی سے نمایاں کمالِ نبوّت خلافت کا حاصل مآلِ نبوّت !.

یہی جلوہ افروزِ بزمِ وفا ہیں !
یہی جانثارِ حبیبِ خدا ہیں

رسولِ امیں کے یہ سچے امیں ہیں بلا فصل صرف اک یہی جانشیں ہیں
نبیؐ مہرِ انور، یہ ماہِ مبیں ہیں یہ بحرِ نبوّت کے دُرِّ ثمیں ہیں

زبانوں پر اللہ کا نام آیا !
یہ اسلام لائے کہ اسلام آیا !

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T-۲۲۶-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۲۹ ۲۰۶۹۶-۵۵۸۹ مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲۰/۹.۳۸-۱۵۲۱۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۷

بقیہ خطبہ جمعہ

امیج خراب ہو چکا ہے اندرونی طور پر افراتفری ہے۔ اس کے باوجود دوش ہوا پر سوار اندھی قوت کے بل بوتے پر یہ حرکات ہو رہی ہیں۔

پانچواں اصول

وَاصْبِرُوْا - اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے صبر والوں کے۔

اس سلسلہ میں علامہ عثمانی رح کے فاضلانہ قلم سے چند جملے سماعت فرمالیں:

"جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں ان کو صبر و استقامت سے برداشت کرو، ہمت نہ ہارو، مشکل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے، اس آیت میں مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دولت، لشکر اور میگزین وغیرہ سے فتح و نصرت حاصل نہیں ہوتی۔ ثابت قدمی، صبر و استقلال، قوت و طمانیت قلب، یاد الٰہی خدا اور رسول اور ان کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت و فرماں برداری اور باہمی اتفاق و اتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔"

آگے علامہ عثمانی نے علامہ ابن کثیر رح کے چند الفاظ نقل کئے ہیں جو حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے متعلق ہیں۔ جن سے ان کی بے پناہ شجاعت و بسالت، خدا خوفی، جذبۂ ایثار و قربانی وغیرہ کا ذکر ہے

الغرض

یہ اصول مقدسہ ایسے ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہو کر [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم لوگ آج میدانِ جہاد میں [illegible] طاقتیں ہمارے مدِمقابل ہیں۔ تیس سال سے جو طاقتیں اس ملک میں اسلام کی راہ کو روکے ہوئے ہیں۔ ان سے ہمارا مقابلہ ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں اسلام آئے اور یہ لوگ اسلام کے نام پر شراب و جوا کی بندش کی باتیں کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جو تحریف اسلام کی بدترین شکلیں ہیں۔ لیکن آپ کا ایمان، جذبۂ ایثار و قربانی انشاء اللہ رنگ لائے گا اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

حوصلہ، ثابت قدمی، صبر و ثبات مومن کا ہتھیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری امداد فرمائے

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین